تحقیق حق

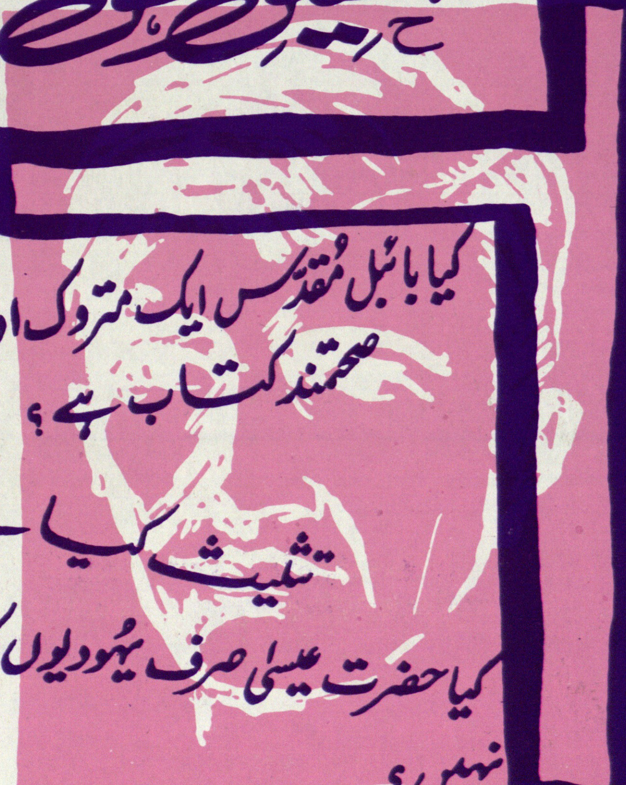

کیا بائبل مقدس ایک متروک اور غیر
صحتمند کتاب ہے؟

تثلیث کیا ہے؟

کیا حضرت عیسیٰ صرف یہودیوں کا نبی
نہیں؟

خدا کے بیٹے سے کیا مراد ہے؟

تحقیق حق

مسیحی ایمان کے بارے میں
سوال و جواب

مُصنّف ————— ایم۔ ایچ۔ فن سے
مُترجم ————— پادری۔ اے۔ جان۔ نادرشاہ

:ناشرین:
مینارِ کتب ۳۶ فیروز پور روڈ لاہور ۱۶

سرورق ــــــــــــــــــــ فاطر پرنٹرز، لاہور

بار ــــــــــــــــــــ چودہ

تعداد ــــــــــــــــــــ ایک ہزار

قیمت ــــــــــــــــــــ سات روپے

سنہ ۱۹۹۵ء

مینیجر مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فیروز پور روڈ۔ لاہور نے طفیل آرٹ پرنٹرز، لاہور سے چھپوا کر شائع کیا۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	تمہید	۶
	بائبل ــــ کتابِ مقدس	۹
۱	بائبل / کتابِ مقدس / کیا ہے اور کیسے وجود میں آئی؟	۱۱
۲	بائبل مقدس کس طرح خدا کا کلام ہو سکتی ہے جبکہ اس کی تصنیف انسانوں نے کی ہے۔	۱۱
۳	اگر یہ کتاب خدا کا کلام ہے تو لوگ اس سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟	۱۳
۴	کیا بائبل مقدس ایک متروک اور غیر صحت مند کتاب نہیں ہے؟	۱۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵	کیا بائبل مقدس میں تحریف اور کانٹ چھانٹ نہیں کی گئی ہے !	۱۴
۶	اگر بائبل مقدس محرّف نہیں ہے تو ہر چند سال بعد دوبارہ کیوں لکھی جاتی ہے !	۱۸
۷	بائبل مقدس کی صداقتوں پر بحث میں وقت کیوں ضائع کیا جائے جبکہ قرآن مجید نے اس کی تنسیخ و تردید کر دی ہے ؟	۱۹
۸	پرانے عہد نامہ اور نئے عہد نامہ کے درمیان اگر کوئی تعلق ہے تو وہ کیا ہے ؟	۲۰
۹	نئے عہد نامہ میں چار مختلف اناجیل کیوں شامل ہیں ؟	۲۱
	خداوند یسوع مسیح	
۱	خداوند یسوع مسیح کون ہیں !	۲۵
۲	(ابن اللہ) خدا کے بیٹے سے کیا مراد ہے ؟	۳۵
۳	تثلیث کیا ہے ؟	۳۸
۴	کیا خداوند یسوع مسیح نے واقعی صلیب پر جان دی ؟	۵۳
۵	کیا خداوند یسوع مسیح کی اس دنیا میں دوبارہ آمد ہوگی ؟	۶۳
	عملی مسائل	
۱	اگر یہ کتاب سارے عالم کی صحیح راہنمائی کرتی ہے تو دنیا میں اس قدر مختلف فرقے کیوں ہیں ؟	۶۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲	بائبل کسی کو کس طرح حقیقت سے روشناس کر سکتی ہے! جبکہ ہر فرقہ اپنے آپکو بائبل کے عین مطابق سمجھتا ہے؟	۷۵
۳	کیا حضرت عیسیٰؑ صرف یہودیوں کے نبی تھے؟	۸۲
	ضمیمہ جات	
	ضمیمہ ا ــــــــ حقائق کی جانچ۔	۸۵
	ضمیمہ ب ــــــــ پرانے عہد نامہ میں قربانیوں کا مفہوم کیا ہے؟	۹۹
	ضمیمہ ج ــــــــ خداوند یسوع مسیح کا نسب نامہ۔	۱۰۵

تمہید

مشرقی زندگی کے مختلف تجربات میں سے کوئی بھی تجربہ اتنا مفید و دلچسپ نہیں جتنا کہ مختلف اقوام کے لوگوں سے آزادانہ ملنا جلنا اور ان کی زندگی، ثقافت اور مذہب کے متعلق معلومات حاصل کرنا ہے۔ اہلِ ایشیا سچے دل سے دیندار ہیں۔ فی الحقیقت ان میں ایک دوسرے کے لئے جو رواداری پائی جاتی ہے، وہ بڑی قابلِ تعریف ہے۔ لیکن کس قدر تعجب کی بات ہے کہ مسیحیوں کے ایشیائی باشندے ہونے کے باوجود انہیں بغیر کسی معقول وجہ کے غیر ملکی مذہب کا پیرو قرار دیا جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ بدھ مت، ہندو دھرم اور اسلام کی طرح مسیحیت کا آغاز بھی ایشیا سے ہُوا۔ چونکہ ایشیا خود اس کا مخرج و منبع ہے، اس لئے اسے غیر ملکی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کی اشاعت تقریباً ہر گوشۂ ارض میں ہو چکی ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ مشرق و مغرب دونوں میں اس کے پیرو موجود ہیں۔

بعض اوقات مسیحیوں کو اپنے مسلمان، ہندو یا بدھ دوستوں سے گفتگو کے

دوران ان کے مشکل سوالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ تو بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کے سوالات کے جوابات بڑی شائستگی سے دیئے جائیں۔ عموماً ان کے سوالات کا مرکز بائبل یعنی کتاب مقدس ہوتی ہے جسے مسیحی الہامی مانتے ہیں اور جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان کے لئے نجات کا مکاشفہ ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب میں ان ہی سوالات کے مختصر جواب دیئے گئے ہیں۔

یہاں پر صرف وہی سوالات درج کئے گئے ہیں جن سے واقعی دوچار ہونا پڑا ہے۔ سچ پوچھئے تو یہ کتاب ان علمی مسائل کو بیان کرتی ہے جو صداقت پسند متلاشیوں کے لئے الجھن کا باعث یا دوسرے لوگوں کے لئے سخت غلط فہمی کا سبب ہیں۔ غلط فہمیاں عموماً حقائق سے لاعلمی کے باعث ہوتی ہیں چونکہ حقائق صداقت کے وہ تعمیری اجزاء ہیں جن پر عمارت کا دارو مدار ہوتا ہے لہٰذا ہر سچے مذہب کو اپنے حقائق میں تواریخی، طبعی اور منطقی اعتبار سے بلکہ ہر طرح سے مضبوط ہونا چاہیئے اندھا ایمان بچّوں کے لئے ٹھیک ہے۔ لیکن ہر ذی شعور اور صادق انسان کو اس بات کا یقین ہونا چاہیئے کہ اس کا فلسفہ، الٰہیات اور مذہب کے ثابت شدہ حقائق پر مبنی ہے۔ یہ کتاب غیر مذاہب کے ماننے والوں کے ان سوالات کا، جو وہ عموماً مسیحیوں سے کیا کرتے ہیں، مشہور تواریخی اور طبعی سچائیوں سے معمور ایک مختصر جواب ہے

ہم اگر خاص خاص سوالات کو ایک آسان شکل دے کر ان کا سیدھا سادھا جواب دے دیں تو یہ امر یقینی ہے کہ نہ صرف بہت سی مشکلات رفع ہو جائیں گی بلکہ تعصبات بھی مٹ جائیں گے۔ اس کے علاوہ بائبل مقدس اور اس کے پیغامات سے بھی دلچسپی پیدا ہو جائے گی۔ یہ بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنی اصطلاحات کی صاف اور واضح تشریح کریں کیونکہ ان کی مشکلات

کی وجہ سے عام محاوروں کے معنوں میں شک پیدا ہو جاتا ہے۔

ہم اگر علم طب، فلسفہ، انجینئرنگ یا نفسیات کی کوئی کتاب پڑھیں تو ہمیں مُصنّف کی اصطلات کی تعریف کو ضرور ماننا پڑے گا۔ ورنہ ہمارے لئے اس کتاب کی کوئی وُقعت نہیں ہوگی۔ اسی طرح ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے اصحاب بھی اس اصول کو اپنائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔ یاد رہے کہ اصطلاحات جو اس کتاب میں استعمال کی گئی ہیں وہ راسخ الاعتقاد مسیحی ایمان پر مبنی ہیں۔ اُن کو اسی طرح سمجھنا از حد ضروری ہے۔

اس کتاب میں جہاں کہیں لفظ بائبل مُقدّس یا کتاب مُقدّس لکھا گیا ہے اس سے مراد توریت، زبور، صحف انبیاء اور انجیل جلیل کا مجموعہ ہے، جو مسیحیوں کی مُقدّس الہامی کتاب ہے۔

بائبل — کتابِ مُقدّس

دانائے مشرق حضرت سُلیمانؑ نے کسی وقت فرمایا کہ "بہت کتابیں بنانے کی انتہا نہیں ہے"۔ (واعظ ۱۲: ۱۲) فی الحقیقت ہماری موجودہ دنیا ہر قسم کی کتابوں سے معمور ہے۔ ان میں سے بہت سی خراب اور نقصان دہ تعلیمات سے پُر ہیں جو اکثر نوجوان طبقہ کو راہِ راست سے ہٹا کر گمراہ کر دیتی ہیں۔ بعض کتابیں بے شک فائدہ مند ہیں جن میں زمانۂ ماضی و حال کے علوم و دانش کا ذخیرہ ہے۔ بعض کتابیں بیان کرتی ہیں کہ کس طرح نڈر اور بیباک انسان محض اپنے ہمعصر انسانوں کی بے لوث خدمت کے جذبہ سے معمور ہو کر انتہائی جدوجہد میں مصروف رہے اور برفانی، غیر آباد خطوں میں، تپتے ہوئے ریگستان میں اور خطرناک جنگلوں میں مہمات کے لئے نکل کھڑے ہوئے لیکن ان تمام کتابوں میں سے کتابِ مُقدّس ایک ایسی کتاب ہے جو کئی پشتوں سے "دنیا کی سب سے زیادہ فروخت ہونے والی" کتاب ثابت ہوئی ہے۔

جب سے فن طباعت ایجاد ہُوا ہے لاتعداد کتابیں معرضِ وجُود میں آچکی ہیں مگر یہ کتاب یعنی بائبل مُقدّس بہ نسبت دوسری کتابوں کے کروڑوں کی تعداد میں فروخت ہو چُکی ہے اور بہ اعتبار جُز و کل یہ نہ تو مشرق کی اور نہ ہی مغرب کی ملکیّت ہے۔ یا تو اس کتاب کا یا اس کے کچھ حصّوں کا تقریباً تیرہ سو (۱۳۰۰) زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے تاکہ زمین کے ہر حصّے کے انسانوں تک اس کے مُقدّس پیغامات پہنچ سکیں۔ یہ کتاب بائبل مُقدّس ہی ہے جسے دُنیا کے مختلف نسل، مختلف رنگ اور مختلف طبقوں کے کروڑہا انسانوں نے بیش قیمت سمجھا دنیا کے بڑے بڑے شہنشاہوں اور فلسفیوں نے اس سے محبت رکھی اور اس کی قدر کی۔ غریب مزدوروں اور چھوٹے بچوّں نے بھی اس کو یکساں عزیز رکھا اور اس کی قدر کی۔

ان تمام سچائیوں کے باوجود بہتوں نے اس کتاب کی قدر نہیں کی۔ دراصل زمانۂ قدیم سے آج تک لوگ ہر ممکن صورت سے اس مُقدّس کتاب کی مخالفت اور تحقیر و تذلیل کی خاطر آمادہ بہ جنگ رہے ہیں۔ اس کی ہزارہا جلدیں دیدہ و دانستہ تباہ و برباد کر دی گئیں۔ علاوہ ازیں اس مُقدّس کتاب کے اور اس کے پیغامات کے خلاف بے شمار جارحانہ کتابیں لکھی گئیں۔ تاہم اس سخت عداوت کے باوجود اس کتاب نے اپنے "بہترین فروخت" ہونے والی حیثیت کو برقرار رکھا ہے۔ اس کی ہر سال تقریباً بیس۲۰ یا تیس۳۰ لاکھ جلدیں فروخت ہو جاتی ہیں اس کے علاوہ انجیل شریف کے بارے اور زبور شریف اس سے دس گنا زیادہ فروخت ہوتے ہیں۔ یہ حقائق ہمارے سامنے ایک پہلا اور اہم سوال پیش کرتے ہیں۔

۱۔ بائبل یعنی کتابِ مُقدّس کیا ہے اور کیسے وجود میں آئی؟

بائبل مُقدّس جو چھیاسٹھ ۶۶ صحیفوں پر مشتمل ہے، پُرانے اور نئے عہد ناموں میں منقسم ہے۔ پُرانا عہد نامہ انتالیس ۳۹ صحیفوں پر مشتمل ہے جو کہ عبرانی زبانوں میں لکھّے گئے۔ ان میں انبیاءِ قدیم اور عبرانی سلاطین کے تواریخی بیانات کے ساتھ ساتھ مزامیر اور پیغاماتِ انبیاء کا ایک دلچسپ سلسلہ پایا جاتا ہے۔ ہم انکی قدامت کی وجہ سے وثُوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ اس کا ہر صحیفہ کب لکھا گیا۔ لیکن ہم اتنا ضرور جانتے ہیں کہ چند سو سال قبل از مسیح فقیہہ عزرا کے زمانہ میں یہ کتاب اسی شکل میں مُوجُود تھی جیسے کہ آج ہے۔ پُرانے عہد نامہ کو مسیحی اور یہودی دونوں خُدا تعالیٰ کا مُستند مکاشفہ مانتے ہیں۔

نیا عہد نامہ پہلی صدی عیسوی میں بزبان یُونانی لکھا گیا۔ اس میں خداوند یسُوع مسیح کی سیرت، تعلیمات اور آپ کے رسولوں کے متعلق بیانات پائے جاتے ہیں۔ مسیحی، اس کتاب کو پُرانے عہد نامہ کی طرح خُدا تعالیٰ کا الہامی کلام مانتے ہیں۔ اس دعوٰی سے کہ یہ خُدا تعالیٰ کا الہامی کلام ہے ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ ——

۲۔ بائبل مُقدّس خدا کا کلام کس طرح ہو سکتی ہے جبکہ اِسکی تصنیف انسانوں نے کی؟

یہ سوال اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ "خُدا کے کلام" کے معنی غلط سمجھے جاتے ہیں۔

پطرس رسول نے خدا کے کلام کی بالکل صحیح تعریف درج ذیل آیات میں پیش کی ہے "کیونکہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی۔ بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے" (۲۔پطرس ۱: ۲۱)
خدا قادرِ مطلق ہے۔ وہ انسانی امداد کا محتاج نہیں لیکن کتاب مقدس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو بحیثیت اپنے نائب کے خلق کیا تاکہ وہ زمین پر حکومت کرے اور آج تک خدا تعالیٰ انسان کو زمین پر اپنی مرضی بجالانے کے لئے استعمال کر رہا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ انسانوں تک اپنا کلام پہنچانے کے لئے مافوق الفطرت طریقے استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن اس نے اس خدمت کے لئے انسانی وسائل کو زیادہ اہمیت دی۔ کتاب مقدس کہیں اس بات کا دعویٰ نہیں کرتی کہ اس کا ہر لفظ خدا تعالیٰ کے منہ کا بولا ہوا کلام ہے بلکہ اس میں بعض اوقات انسانوں کی بات چیت بھی شامل ہے۔ مثلاً ایوب نبی کی کتاب میں حضرت ایوب اور ان کے تین دوستوں کے درمیان ایک لمبی بحث کا خلاصہ ہے۔ اس بحث کے آخر میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ایوب کے دوستوں نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ بہ الفاظ دیگر روحانی باتوں کے بارے میں ان آدمیوں کی کم فہمی اور غلطیوں کو یہ الہامی کتاب قلم بند کرتی ہے۔ حقیقت ہذا ہم پر یہ آشکارا کرتی ہے کہ خدا کا کلام صحیح معنوں میں ایک سچا تصدیق نامہ اور الہامی کلام ہے۔ وہ انسان جنہوں نے خدا کے قوانین پر عمل کیا۔ انہوں نے بے شک اپنی زندگیاں، پاکیزگی اور برکت میں گزاریں۔ اس کے برعکس جو اس کے نافرمان ہوئے وہ اپنے گناہوں کے باعث برباد ہو گئے۔ بائبل مقدس خدا تعالیٰ کا کلام ہونے کے اعتبار سے نہ صرف الٰہی مرضی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ انسان کی زندگی کے نمونے بھی پیش کرتی ہے، جن سے یہ صاف ظاہر ہے کہ انسان طبعاً گناہ اور شرارت

میں گمراہ ہے۔ لہٰذا وہ مکاشفۂ الٰہی کا محتاج ہے تاکہ وہ اپنے خالق کو خوش کرنے کے لئے پاکیزہ زندگی گزار سکے۔

۳۔ اگر یہ کتاب خدا کا کلام ہے تو لوگ اُس سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟

جواب بہت سادہ ہے۔ دنیا میں بائبل مُقدّس ہی وہ واحد کتاب ہے۔ جو یہ بتاتی ہے کہ انسان گمراہ اور گنہگار ہے۔ اپنی شخصی خوبی یا اپنے مذہبی رسوم کی بجا آوری کی بنا پر خُدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ کتاب صاف بیان کرتی ہے "..... کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں" (رومیوں ۳: ۲۳)۔ اس لئے وہ لوگ جو اپنی گناہ آلود حالت کا اقرار کرنا پسند نہیں کرتے، بائبل مقدس سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ یہ کتاب اُن کی موجودہ گناہ آلود زندگی کے خلاف خدا تعالیٰ کی خفگی اور گناہ کی آخری سزا کا اظہار کرتی ہے۔ اس کے برعکس جنہیں اپنے گناہوں کی معافی کے لئے ایک ایسے نجات دہندہ کی ضرورت کا احساس ہے جو دنیا میں انہیں گناہ کے خوفناک پنجہ سے چھڑانے اور آزاد کرنے کے لئے آیا ہے، بیشک ان کیلئے یہ کتاب بیش قیمت خزانہ ہے اس کے مقدس پیغامات میں ان کیلئے اطمینان و یقین موجود ہے۔

۴۔ کیا بائبل مُقدّس ایک متروک اور غیر صحت مند کتاب نہیں ہے؟

اسی قسم کے شک و شبہات بہت عام ہیں۔ اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہوئے کہ

ایسی پرانی کتاب میں ہمارے ایٹمی زمانہ کے لئے کوئی پیغام نہیں ہو سکتا لہٰذا وہ بائبل مُقدّس کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس کا صحیح جواب کیا ہے؟ افسوس مخالفانِ بائبل مُقدّس نے اس کے خلاف اور اس کے ماننے والوں کے خلاف تحقیر و تضحیک کا ایک انبار لگا دیا ہے تاہم صدیوں سے اس نامناسب برتاؤ کے باوجود، موجودہ دنیا کے مردوں اور عورتوں کے ایمان کی یقینی اور مستحکم بنیاد آج تک قائم ہے۔ درحقیقت اس قسم کی شدید مخالفت صحیح معنوں میں اس کے دعوؤں کی تحقیق و جستجو کا سبب بنی ہے۔ لہٰذا پرانے زمانے کی نسبت آج ہم زیادہ وثوق کے ساتھ اس کی صحت پر یقین کر سکتے ہیں۔ مخالفوں کا عموماً یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ اسکا تواریخی حصہ محض عبرانی افسانوں کا ایک مجموعہ ہے لیکن فی زمانہ علمِ آثارِ قدیمہ نے اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ اس کے تواریخی بیانات فی الحقیقت الہامی ہیں۔ حقیقی سائنس اس کے کسی بیان کی تردید نہیں کرتی (حقیقی سائنس سے ہماری مُراد "حقائقِ سائنس" اور عام "نظریاتِ سائنس" کے مابین صاف صاف فرق معلوم کرنا ہے) اگر قارئین کو ان بیانات کے خلاف کوئی اعتراض ہو تو ہم ان کے لئے چند ماہر سائنسدانوں اور علمِ آثارِ قدیمہ کے عالموں کی قابلِ اعتماد کتابوں کی فہرست[1] مہیا کئے دیتے ہیں، جو انہیں ضروری اور ٹھوس ثبوت بہم پہنچا سکتی ہیں۔

۵۔ کیا کتابِ مُقدّس میں تحریف اور کانٹ چھانٹ نہیں کی گئی ہے؟

اگر یہ عام اعتراض ٹھیک ثابت کیا جا سکے تو یقیناً یہ بہت اہم ثابت ہوگا۔ سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ ان اصطلاحات یعنی تحریف و تخریب یا

[1] اس فصل کے آخر میں ملاحظہ فرمائیے۔

"ردّ و بدل" کی صحیح تشریح کیا ہے ۔ کیا یہ سوال اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ بائبل مُقدّس کے متن میں بڑی ہوشیاری کے ساتھ دیدہ و دانستہ دست اندازی اور عمداً کمی بیشی کی گئی ہے ؟ کیا یہاں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بائبل مُقدّس کے مختلف تراجم غلط ہیں ؟

سب سے پہلے ہم یہاں پہلے سوال کی طرف رجوع کریں گے ۔ ہمارا پُر زور دعویٰ ہے کہ بائبل مُقدّس کے متن میں دیدہ و دانستہ کوئی تحریف یا تبدیلی نہیں کی گئی ۔ ایک ہزار سال ق م میں خدا تعالیٰ نے حضرت مُوسیٰ کو درج ذیل جملوں میں سخت متنبہ کیا تھا ۔ "جس بات کا میں تم کو حکم دیتا ہوں اس میں نہ تو کچھ بڑھانا اور نہ کچھ گھٹانا تاکہ تم خداوند اپنے خدا کے احکام کو جو مَیں تم کو بتاتا ہوں مان سکو" (استثنا ۴ : ۲)

صدیوں بعد حضرت سُلیمان یُوں گواہی دیتے ہیں "تُو اس کے کلام میں کچھ نہ بڑھانا ۔ مبادا وہ تجھ کو تنبیہ کرے اور تو جھوٹا ٹھہرے" (امثال ۳۰ : ۶) ۔

اِن کے ساتھ بائبل مُقدّس کی آخری تنبیہ کو بھی ملاحظہ فرمائیے "مَیں ہر ایک آدمی کے آگے جو اس کتاب کی نبوّت کی باتیں سنتا ہے گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی اُن میں کچھ بڑھائے تو خدا اس کتاب میں لکھی ہوئی آفتیں اس پر نازل کرے گا ۔ اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اس زندگی کے درخت اور مُقدّس شہر میں سے جن کا اس کتاب میں ذکر ہے ۔ اس کا حصّہ نکال ڈالے گا" (مکاشفہ ۲۲ : ۱۸-۱۹) ۔

بائبل مُقدّس کی اس قسم کی سخت تنبیہ کے پیشِ نظر وہ لوگ جو اُسے خدا تعالیٰ کا کلام مانتے ہیں ۔ اس کے متن کو بدلنے کی جرأت نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کے پاس اس کے بدلنے کا کوئی جواز ہے ۔ بفرضِ محال اگر کوئی بے ایمان شخص بُری نیّت سے اس کے متن کو تبدیل کرنا یا بگاڑنا چاہے تو اس کے لئے کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ

مختلف ملکوں اور شہروں میں ہزار ہا نسخوں میں دست اندازی کرے اگر اس کی ایک بھی جلد بگاڑ دی جائے تو فوراً اس کی گرفت ہو جائے گی۔ ہر شخص جو بائبل مقدس سے قدرے واقف ہے یہ جانتا ہے کہ جب بھی کوئی نیا ترجمہ شائع ہوتا ہے، تو اسے شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس کی مثال موجودہ ادبی تواریخ میں نہیں ملتی۔

تاہم اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہیں اور دیکھا بھی گیا ہے کہ زمانۂ سالقہ میں جب لوگ محنت اور بڑی احتیاط کے ساتھ کتابوں کی نقل اپنے ہاتھوں سے کرتے تھے۔ تو بھی غلطی رہ جایا کرتی تھی، مثلاً ہجے کی غلطی وغیرہ لیکن متن یا اصولی تعلیم کی غلطی کسی کاتب سے سرزد نہیں ہوئی۔ فی الحقیقت جہاں کہیں اس قسم کی غلطی کا پتہ چلا، اس کو فوراً طشت از بام کر دیا گیا تاکہ دنیا کے علماء اس سے آگاہ ہو جائیں اور اس کو سہوِ کاتب مان کر نظر انداز کر دیں۔

اگر مسیحی زمانۂ سالقہ کی بائبل مقدس کے صرف ایک یا دو ہی نسخے موجود ہوتے تو اس سوال کا جواب دینا قدرے مشکل ہو جاتا۔ لیکن جب کہ قدیم قلمی نسخے ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں تو یہ دعویٰ کرنے کے لئے ہمارے پاس معقول وجہ ہے کہ ان میں تحریف و تخریب کے مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملتا۔ برائے نمونہ ہم یہاں ڈیڑھ ہزار سال قدیم بائبل مقدس کے ایک قلمی نسخے کی چند سطریں پیش کرتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ بائبل مقدس تحریف و تخریب کے عیب سے مبرا اور پاک ہے۔ یہ اقتباس مقدس یوحنا رسول کی انجیل شریف کے پہلے باب کی پہلی پانچ آیات ہیں۔ جو یونانی زبان میں ہیں۔

ΕΝΑΡΧΗΗΝΟΛΟΓΟϹΚΑΙΟΛΟΓΟϹΗΝ
ΠΡΟϹΤΟΝΘΝΚΑΙΘϹΗΝΟΛΟΓΟϹ·
ΟΥΤΟϹΗΝΕΝΑΡΧΗΠΡΟϹΤΟΝΘΝ
ΠΑΝΤΑΔΙΑΥΤΟΥΕΓΕΝΕΤΟΚΑΙΧⲰ
ΡΙϹΑΥΤΟΥΕΓΕΝΕΤΟΟΥΔΕΕΝ
ΟΓΕΓΟΝΕΝΕΝΑΥΤⲰΖⲰΗΗΝ
ΚΑΙΗΖⲰΗΗΝΤΟΦⲰϹΤⲰΝΑΝⲰΝ
ΚΑΙΤΟΦⲰϹΕΝΤΗϹΚΟΤΙΑΦΑΙ
ΝΕΙΚΑΙΗϹΚΟΤΙΑΑΥΤΟΟΥΚΑΤΕ
ΛΑΒΕΝ·

مسیحیوں کو بائبل مقدس کی صداقت وراستی پر اس قدر یقین ہے کہ انہوں نے اپنے اس یقین پر نہ صرف اس کے قدیم قلمی نسخوں ہی کی تحقیق و تفتیش کی بلکہ اس یقینی ایمان پر بھی کہ ایک الٰہی و الہامی کتاب میں کبھی کوئی جھوٹ نہیں پکڑا جا سکتا۔ اور بائبل مقدس کے بدترین مخالفوں کی نکتہ چینیوں کو بھی خوش آمدید کہا۔ یہ صدقِ دلی کا ایک واضح ثبوت ہے جو اور مذاہب میں نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ انکی کتابوں پر کسی کو اس قسم کی نکتہ چینی کی بالکل اجازت نہیں، اور نہ ہی وہ لوگ غیر معتقدوں کی ایسی حرکت کو برداشت ہی کرتے ہیں۔ ہم مذکورہ بالا بیانات کی تائید میں قابل یقین حوالہ جات پیش کرتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسیحی بائبل مقدس کی صداقت کے امر میں بے شک ایک مضبوط بنیاد پر کھڑے ہیں۔ علاوہ ازیں جو تحریف و تخریب کا الزام لگاتے ہیں ہمیں پورا حق حاصل ہے کہ ان سے درج ذیل سوالات پوچھیں۔

(ا) آپ کے پاس وہ کون سی معقول دلیل ہے جو تحریف و تخریب کے الزام کو ثابت کرتی ہے؟

(ب) آپ ہمیں کسی ایسے شخص کا نام بتائیے جس نے موجودہ بائبل مقدس سے مختلف بائبل دیکھی ہو اور جسے غیر مبدّل کہا جا سکتا ہو؟

(ج) کیا آپ ایک بھی اس قسم کا تصدیق شدہ تحریفی واقعہ بتا سکتے ہیں؟

(د) کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ کس زمانہ میں تحریفات عمل میں آئیں؟

(ہ) کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ کس مقصد کے پیشِ نظر یہ گناہ کیا گیا؟

چونکہ ان سوالات کا کبھی کسی نے کوئی معقول جواب نہیں دیا لہٰذا مسئلہ تحریف و تخریب محض ایک فرضی شے ہے۔

۶۔ اگر بائبل مقدس مُحرّف نہیں ہے تو ہر چند سال بعد دوبارہ کیوں لکھی جاتی ہے؟

اس شک کی بنیاد محض یہ قیاس ہے کہ بائبل مقدس کے نئے تراجم اس کے اصل نسخوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس قسم کا سوال محض ایک متعصب ذہن ہی کر سکتا ہے۔ بائبل مقدس کے وہ تمام تراجم جو بزبان انگریزی یا ایک ہزار سے زائد دوسری زبانوں میں ہوئے ہیں جن کا ذکر پہلی فصل میں ہُوا ہے سب کے سب کا ترجمہ براہ راست پرانے عہد نامہ کا عبرانی زبان سے اور نئے عہد نامہ کا یونانی زبان سے ہُوا ہے۔ سوائے ایک ترجمہ کے جو "ڈروئے کا ترجمہ" کہلاتا ہے۔ جو کہ لاطینی زبان کی بائبل مقدس "ولگیٹ" سے کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ بات بالکل عیاں ہے

کہ نئے تراجم اس کی اصل زبانوں پر کسی طرح کا اثر نہیں ڈالتے بلکہ یہ تراجم ہماری جدید زبانوں میں ان قدیم قلمی نسخوں کے معنوں کی بہترین وضاحت کرتے ہیں۔

۷۔ بائبل مُقدّس کی صداقتوں پر بحث کرنے میں وقت کیوں ضائع کیا جائے جبکہ قرآن مجید نے اس کی تنسیخ و تردید کردی ہے؟

درحقیقت ہم اس کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ ہمیں بائبل مُقدّس سے اس کے منسوخ ہونے کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔ یہاں تک کہ اس میں کوئی ایسا اشارہ بھی نہیں ملتا جس سے یہ ثابت ہو کہ کسی دوسرے الہام کی آمد پر اس کی تنسیخ و تردید ہو جائے گی۔ نہ ہی قرآن مجید میں بائبل مقدّس کے منسوخ یا ردّ ہونے کا دعویٰ پایا جاتا ہے۔ بعض اوقات بائبل مقدّس کی مخالفت میں اس اعتراض کی تائید میں یہ پیش کیا جاتا ہے کہ جس طرح توریت اور صحفِ قدیم انجیل جلیل کی آمد سے منسوخ ہو گئے اسی طرح سے قرآن مجید کی آمد سے انجیل جلیل منسوخ ہو گئی۔ آئیے ہم اس خیال کے پہلے حصّہ کی تحقیق کریں۔ خداوند یسُوعؔ مسیح نے پُرانے عہدنامہ کا حوالہ دیتے ہوئے صاف الفاظ میں یوں فرمایا کہ "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے"۔

(متی ۵: ۱۷، ۱۸)

اس کے علاوہ ہم یہاں ایک اور آیت پیش کرتے ہیں جسے مقدس پطرس رسول نے تحریر فرمایا ہے:" خداوند کا کلام ابد تک قائم رہے گا۔ یہ وہی خوشخبری کا کلام ہے جو تمہیں سنایا گیا تھا" (۱۔ پطرس ۱: ۲۵)

نیز بائبل مقدس کی آخری کتاب میں ہم یہ بیان پڑھتے ہیں کہ" اس نبوت کی کتاب کا پڑھنے والا اور اس کے سننے والے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرنے والے مبارک ہیں" (مکاشفہ ۱: ۳)

جس حال کہ خدا تعالیٰ نے اس مقدس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں کے لئے ایسی برکتوں کا اظہار کیا ہے تو کون یہ کہنے کی جرأت کرے گا کہ یہ کتاب منسوخ ہو گئی ہے اور اب ہمارے لئے کسی کام کی نہیں۔ ایک اور آیت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ" ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم اور الزام اور اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے۔ تاکہ مرد خدا کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لئے بالکل تیار ہو جائے" (۲۔ تیمتھیس ۳: ۱۶۔ ۱۷)

اس مضمون کی مکمل تشریح کے لئے قارئین ضمیمہ الف کی طرف رجوع کریں جو اس کتاب کے خاتمہ پر دیا گیا ہے۔

۸۔ پرانے عہد نامہ اور نئے عہد نامہ کے درمیان اگر کوئی تعلق ہے تو وہ کیا ہے؟

اختصار کا لحاظ رکھتے ہوئے ہم اس کی تشریح یوں کر سکتے ہیں کہ پرانا

عہد نامہ ایک ایسی لازمی بنیاد ہے جس پر نیا عہد نامہ تعمیر ہُوا۔ اگر کوئی معمار ایک عظیم و حسین عمارت تعمیر کرنا چاہے تو سب سے پہلے بنیاد ڈالے گا لیکن وہ محض اتنے پر مطمئن نہ ہوگا تاوقتیکہ چھت مکمل نہ ہو جائے۔ عمارت کی دیواریں اور چھت کی تکمیل بنیاد کی وقعت کو کم نہیں کرتیں کیونکہ عمارت سراسر بنیاد پر موقوف ہے۔ اسی طرح پُرانا عہد نامہ ایک بنیاد ہے جو کہ نسل انسانی کے واقعات کو بیان کرتے ہُوئے صدہا سال سے ان کے گناہ اور ناکامی کا اظہار کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ انبیاء مقدسین کی معرفت خدا تعالیٰ نے اپنا کلام انسانوں تک پہنچایا ہے اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ انسان اپنی ذاتی کوششوں اور نیک اعمال کی بنا پر گناہوں سے بچ نہیں سکتا۔ لہذا خدا تعالےٰ نے پُرانے عہد نامہ میں کئے ہُوئے عہد و پیمان کی تکمیل کی خاطر ایک نجات دہندہ کو مبعوث کرنے کا وعدہ فرمایا۔ نیا عہد نامہ وہ دستاویز ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو کس طرح پورا کیا، مُنجیٔ موعود کس طرح مبعوث ہُوا اور کل دنیا میں اُس پیغام نجات کی کس طرح اشاعت ہوگی۔ ان حقائق کی روشنی میں پہلی کتاب یعنی پرانا عہد نامہ کتاب العہد یعنی وعدوں کی کتاب اور دوسری کتاب یعنی نیا عہد نامہ کتاب التکمیل العہد یعنی وعدوں کے پورا ہونے کی دستاویز ہے۔

۹۔ نئے عہد نامہ میں چار مختلف اناجیل کیوں شامل ہیں؟

عموماً بیان کیا جاتا ہے کہ چاروں انجیلوں میں تضاد پایا جاتا ہے اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ وہ صحیح معنوں میں ایک دوسرے کی توضیح و تکمیل کرتی ہیں ہم اس

مسئلے کو ایک مثال کے ذریعے واضح کرتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ لاہور میں ایک سیاح آتا ہے جو وائی۔ ایم۔ سی۔ اے میں ٹھہرنا چاہتا ہے چونکہ اُسے معلوم نہیں کہ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کہاں ہے اس لئے وہ ایک سپاہی سے پوچھتا ہے جو فوراً بتاتا ہے کہ یہ مال روڈ پر ہے بعدازاں وہ کسی دوسرے آدمی سے دریافت کرتا ہے، وہ بتاتا ہے کہ یہ بنک اسکوئیر کے پاس ہے۔ سیاح کچھ شش و پنج میں پڑ جاتا ہے اور کسی تیسرے آدمی سے پوچھتا ہے جو اُسے نیلے گنبد کی طرف جانے کو کہتا ہے۔ اس کی پریشانی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب چوتھا آدمی اُسے بتاتا ہے کہ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے رابرٹ روڈ پر ہے تو یقیناً سیاح چکرا جائے گا اور اس کے دل میں خیال پیدا ہوگا کہ لاہور کے تمام لوگ جھوٹ بولتے ہیں اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے وہ ٹیکسی پر سوار ہو جاتا ہے اور یہ جان کر اُسے حیرانی ہوتی ہے کہ ان چاروں راستہ بتانے والوں نے بالکل سچ بولا تھا۔ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے مال روڈ، نیلے گنبد کے علاقہ میں اور رابرٹ روڈ کے کونے پر، بنک اسکوئیر میں واقع ہے۔ کچھ دیر کے بعد سیاح کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ٹیکسی ڈرائیور اُسے صحیح جگہ پر لے آیا ہے کیونکہ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے صحیح موقع کی شناخت کے لئے چار تکمیلی بیانات موجود تھے۔

نئے عہد نامہ میں چار اناجیل کے پائے جانے کا یہی سبب ہے تاکہ لوگ خداوند یسوع مسیح کی بے نظیر شخصیت کی کمال عظمت کی قدر کر سکیں۔ خدا تعالیٰ نے چار اشخاص کو اپنا الہام عطا فرمایا تاکہ وہ خداوند یسوع مسیح سے متعلق چار مختلف نظریات قلمبند کریں۔ تواریخ کا کوئی بھی طالب علم یہ بخوبی جانتا ہے کہ اس زمانہ کی متمدن دنیا پر تین مہذب قوموں یعنی یہودیوں، یونانیوں اور لاطینیوں کا اقتدار تھا۔ لہذا رومی حکومت کی ان تین بڑی قوموں میں خداوند یسوع مسیح کی

حیات و خدمات کے حقائق کو اُنکے اپنے طریق تہذیب میں پیش کرنا بہت ضروری تھا۔
متّی رسُول کی انجیل خاص طور سے یہودی قارئین کے لئے لکھی گئی۔ وہ ان تفصیلات سے بھری ہوئی ہے جو کہ ان لوگوں کے لئے گہری دلچسپی کا باعث ہیں۔ انہیں پُرانے عہدنامہ کے پیغمبروں کے صحائف کا گہرا علم تھا۔
مرقس رسُول کی انجیل رومیوں کے لئے رومی سپاہیانہ مزاج کے مدِ نظر لکھی گئی۔ اور اس میں خداوند یسُوعؔ مسیح کی حیات و خدمات کے بڑے بڑے واقعات کو اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔
لُوقاؔ رسول خود ایک یونانی شخص تھے۔ انہوں نے عمدہ اور پُر لُطف زبان میں انجیلِ جلیل تحریر فرمائی۔ مسیحی تعلیم اور حقائق کا یہ حسین مرقع علماء یونان اور مہذّب باشندگان یونان کے لئے بڑی کشش رکھتا تھا۔ غرض ان تینوں اناجیل کے بیانات خداوند یسُوعؔ مسیح کی بے نظیر داستان کو مختلف پہلوؤں سے پیش کرتے ہیں جو سب مل کر اس داستان کی عالمگیر مقبولیت کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔
چوتھی انجیل مسیحیوں کے لئے لکھی گئی (یعنی ان کے لئے جو پہلے ہی سے انجیلِ جلیل کے پیغامات کو مانتے تھے) جس میں بہت عمیق مسیحی روحانی صداقتیں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا اُن بیانات کو جو دوسرے رسولوں نے پہلے تحریر کئے تھے، دُہرانا غیر ضروری تھا۔ یہ سچ ہے کہ جس وقت اصل حقائق کے متعلق سوچا جائے۔ اس وقت تصوراتی اختلافات خود بخود کافور ہو جاتے ہیں۔
جو قارئین ان مختصر بیانات سے غیر مطمئن ہوں ان کے لئے ہم مفصّل مطالعہ کے لئے چند مندرجہ ذیل انگریزی کی کتابیں تجویز کرتے ہیں:۔

1. The New Testament Documents, Prof. F.F. Bruce I.V.F., London.
2. The Story of the Bible. Sir Frederick Kenyon, Murray, London.

3. The Miracle Book, Moody Press, Chicago.

4. Christianity Explained to Muslims, L. Bevan Jones.

5. The Bible Under Trial, James Orr, Marshall, Morgan and Scott, London.

6. The Books and the Parchment, Prof. F. F. Bruce, Pickering and Inglis, London.

7 The Scripture of Truth, Sidney Collett, Marshall, Morgan and Scott, London.

خُداوندِ یسُوعؔ مسیح

۱۔ خُداوند یسُوعؔ مسیح کون ہیں؟

کیا آپ ایک معمُولی انسان تھے؟ یہ وہ سوال ہے جو تقریباً دو ہزار سال سے جبکہ آپ بیتؔ لحم میں ظاہر ہُوئے، لاکھوں انسانوں کے لئے ایک مُعمّہ بنا ہُوا ہے۔ خُداوند یسُوعؔ مسیح کون ہیں؟ اس امر کی وضاحت کی کوشش کرنے سے پہلے ہم قارئین سے التماس کرتے ہیں کہ ہماری چند اہم تحقیقات پر غور کریں جو کسی متلاشیٔ حق کے لئے بارِ خاطر ثابت نہ ہوں گی۔ مسیحی، خداوند یسُوعؔ مسیح کے متعلق صحیح علم کے لئے سوائے بائبل مقدّس کے کسی اور ذریعہ کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ لہذا بائبل مقدّس کی شہادتوں کا معائنہ کرنے کے لئے یہ درست ہوگا کہ ہم اس بات سے جو مثلِ آئینہ صاف ہے ابتدا کریں کہ آپ ایک انسان تھے۔

فی الحقیقت ان تمام انسانوں میں جن کے نام موجُودہ نسل کے لئے کچھ معنی رکھتے ہیں، آپ ہی وہ واحد شخص ہیں جن کا خاندانی شجرہ ٹھیک حضرت آدم تک پہنچتا ہے[1]۔ (لوقا ۳: ۲۳ - ۳۸)۔ ایک دوسرا نکتہ جو مساوی طور پر قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ

---

[1] اس کتاب کے خاتمہ پر ضمیمہ ج ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت آدمؑ — حضرت حواؑ (پیدائش ۳: ۱۵)

حضرت قائنؑ — حضرت ہابلؑ — حضرت سیتؑ

حضرت نوحؑ

حضرت حامؑ — حضرت سمؑ — حضرت یافتؑ (پیدائش ۹: ۲۷)

حضرت ابراہیمؑ (پیدائش باب ۱۲)

حضرت اسماعیلؑ — حضرت اضحاقؑ (پیدائش ۱۷: ۱۹-۲۱)

حضرت یعقوبؑ — حضرت عیسوؑ (پیدائش ۲۵: ۲۳)

حضرت یہوداہؑ (پیدائش ۴۹: ۱۰)

حضرت داؤدؑ (۲-سموئیل ۷: ۱۲-۱۶، ۲۹)

حضرت سلیمانؑ — حضرت ناتنؑ

مقدسہ کنواری مریمؑ (یسعیاہ ۷: ۱۴)

خداوند یسوع مسیح (گلتیوں ۴: ۴)

۱۔ مسیحؑ کا وعدہ ہزارہا سال پیشتر کیا گیا تھا۔

۲۔ مسیح کے صلیب پر جاں بحق ہونے کی پیشین گوئی حضرت داؤد نے ایک ہزار سال پہلے کی تھی۔ (زبور ۲۲: ۱۶)

۳۔ حضرت داؤدؑ نے ایک ہزار سال پیشتر مسیح کے دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق پیشین گوئی کی تھی۔ (زبور ۱۶: ۱۰)

۴۔ حضرت میکاہؑ نبی نے مسیح کی جائے ولادت کی خبر ساتؐ سو سال پہلے دی تھی۔ (میکاہ ۵: ۲)

۵۔ حضرت دانی ایلؑ نے مسیح کی ولادت کی خبر پانچ سو سال پیشتر دی تھی۔ (دانی ایلؑ ۹: ۲۵)

۶۔ حضرت یسعیاہؑ نبی نے ساتؐ سو سال پیشتر مسیح کی وفات و تدفین کی تفصیلات بتائی ہیں۔ (یسعیاہ باب ۵۳)

۷۔ حضرت زکریاہؑ نے پانچ سو سال پہلے مسیح کے پکڑے جانے اور چاندی کے تیس سکوں میں فروخت ہو جانے کا ذکر بذریعہ پیشینگوئی کیا تھا۔ (زکریاہ ۱۱: ۱۳)

۸۔ حضرت داؤدؑ نے ایک ہزار سال پہلے بذریعہ پیشینگوئی آسمان پر فتحمندانہ صعود کے متعلق خبر دی تھی۔ (زبور ۲۴: ۷۔۱۰)

۹۔ مسیح یہود اور غیر یہود دونوں کو بچائیں گے اور کل دنیا کے لیے باعث برکت ہوں گے۔ (پیدائش ۱۲: ۲ کے ساتھ یسعیاہ ۴۲: ۶ ملاحظہ فرمایئے)۔

۱۰۔ بیسیوں اور پیشین گوئیاں مکمل اور قطعی طور پر خداوند یسوعؑ مسیح کے المسیح ہونے کی شناخت کراتی ہیں۔

مذکورہ بالا معلومات کو غور سے جانچنے پر یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ

الہٰی وعدوں کے سلسلہ کی تکمیل کے لیے المسیح کو ایک مقررہ وقت اور ایک خاص مقام پر اُن حالات کے تحت جو کافی تفصیل سے بیان کئے جا چکے تھے۔ تولّد ہونا چاہیئے تھا۔ عین انہی پیشینگوئیوں کے مطابق آپ کی تشریف آوری ہُوئی۔ اس صاف شہادت کے علاوہ ہم اور بھی بہت سی پیشینگوئیاں مہیّا کر سکتے ہیں۔ جو خداوند مسیح کی عظیم شخصیت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

حضرت داؤدؑ کی ایک ہزار سال قبل از مسیح کی پیشینگوئیاں

آپ کے صلیب پر وفات پانے اور دست و پا کے چھیدے جانے کے متعلق پیشینگوئی ملاحظہ فرمائیے۔ (زبور ۲۲ : ۱۶)

آپ کی کوئی ہڈی توڑی نہیں جائے گی۔ (زبور ۳۴ : ۲۰ کا یوحنا ۱۹ : ۳۱-۳۶ کے ساتھ مقابلہ کریں)۔

آپ کا دوبارہ جی اُٹھنا۔ (زبور ۱۶ : ۱۰ کا رسولوں کے اعمال ۲ : ۲۵-۳۱ کے ساتھ مقابلہ کریں)۔

آپ کا آسمان پر صعود فرمانا۔ (زبور ۲۵ : ۷-۱۰ کا رسولوں کے اعمال ۱ : ۹-۱۱ کے ساتھ مقابلہ کریں)۔

حضرت یسعیاہ نبی کی سات سو سال قبل از مسیح کی پیشینگوئیاں

آپ کے رد کئے جانے اور تکالیف و مصائب کے متعلق پیشینگوئی۔ (یسعیاہ ۵۲ : ۱۳-۱۵، باب ۵۳)۔

آپ کی وفات اور آپ کی تجہیز و تکفین کے متعلق پیشینگوئی۔ آپ ایک دولت مند آدمی کی قبر میں دفنائے گئے۔ (یسعیاہ ۵۳ : ۹)۔

آپ کی وفات مجرموں کے ساتھ ہوگی۔ (یسعیاہ ۵۳ : ۱۲ کا مرقس ۱۵ : ۲۷۔ ۲۸ کے ساتھ مقابلہ کریں)۔
آپ کل دنیا کے لئے باعث برکت ثابت ہوں گے۔ (یسعیاہ ۴۲ : ۶) آپکی ولادت ایک کنواری سے ہوگی۔ (یسعیاہ ۷ : ۱۴)

حضرت میکاہ نبی کی سات سو سال قبل از مسیح کی پیشینگوئیاں

آپ کی ولادت بیت لحم میں ہوگی۔ (میکاہ ۵ : ۲)
آپ کی ولادت آپ کی ابتداء نہیں تھی، آپ ازل سے موجود تھے۔ یعنی آپ ازلی و ابدی ہیں۔ (میکاہ ۵ : ۲)

حضرت زکریاہ کی معرفت پانچ سو سال قبل از مسیح کی پیشینگوئیاں

آپکو چاندی کے تیس سکوں کے عوض پکڑوا دیا جائے گا۔ (زکریاہ ۱۱ : ۱۳ کا متی ۲۷ : ۳۔ ۱۰ کے ساتھ مقابلہ کریں)۔
آپ کا پہلوئے مبارک چھیدا جائے گا۔ (زکریا ۱۲ : ۱۰ کا یوحنا ۱۹ : ۳۴۔ ۳۷ کے ساتھ مقابلہ کریں)۔
ایسی اور متعدد پیشینگوئیاں ہیں جو خصوصاً آپ کی اذیت و وفات سے متعلق ہیں۔ نیز ایسی پیشینگوئیاں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں جو آپ کی زمینی حیات، خدمات اور آپ کے شوکت و جلال کے ساتھ دوبارہ تشریف لانے کی خبر دیتی ہیں۔ جس طرح آپ کے مصائب اور رد کئے جانے کی پیشینگوئیاں مابعد حرف بہ حرف تکمیل پائیں۔ اسی طرح وہ پیشینگوئیاں بھی ایک دن تکمیل پائیں گی جبکہ آپ دوبارہ ابدی بادشاہت اور جلال کے ساتھ حکومت و بادشاہت کرنے تشریف لائیں گے۔

نیک نیت متلاشیِ حق کے لئے ہمارا دوستانہ مشورہ یہ ہے کہ وہ خداوند یسُوعؔ مسیح کی حیات و وفات اور آپ کے دوبارہ جی اٹھنے کے بیانات کا مطالعہ انجیلِ مقدس میں سے ہوشیاری کے ساتھ کرے۔ اس قسم کے مطالعہ کیلئے باحوالہ بائبل مقدس استعمال میں لائے! اور ان مقامات پر جہاں کہیں دونوں کے درمیان یعنی پرانے عہد نامہ کی پیشین گوئیوں اور نئے عہد نامہ میں ان کی تکمیل کا بیان پایا جائے۔ نشان لگایا جائے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ ان پیشینگوئیوں کی خاصی تعداد ہو جائے گی۔

خداوند یسُوعؔ مسیح کے کردار اور حقیقت کا راز ان عجیب حالات سے اور زیادہ بڑھ جاتا ہے، جو آپ کے واقعۂ پیدائش کے ساتھ ساتھ وابستہ نظر آتے ہیں نئے عہد نامہ میں خداوند یسوعؔ مسیح کے اوصاف کے بیان کے لئے ایک سو سے زیادہ اسمائ و القاب استعمال کئے گئے ہیں۔ لیکن ان تمام اسماء و القاب میں ایک بھی اسم یا لقب ایسا نہیں ہے جو آپ کو بوقت ولادت آپ کی والدہ مکرمہ یا کسی اور انسان نے دیا ہو۔ کیوں! جیسے کہ متی رسول کی انجیل شریف کے پہلے باب اور مقدس لوقا کی انجیل شریف کے پہلے اور دوسرے ابواب سے ظاہر ہے، آپ کی ولادت پر یا اس سے کچھ قبل خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ الہام آپ کو سات نام عطا کئے گئے وہ سات اسماءِ مبارک یہ ہیں:۔

۱۔ یسُوعؔ۔ عبرانی لفظ کی یونانی شکل ہے جس کا مطلب ہے۔ "خدا نجات دہندہ ہے"۔

۲۔ مقدس۔ یہ نام انسانوں کے برعکس جو ناپاک ہیں۔ آپ کی پاکیزہ فطرت کو بیان کرتا ہے۔

۳۔ خدا کا بیٹا۔ ہم آگے چل کر اس لقب کی تشریح کریں گے۔

۴۔ نجات دہندہ" کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا۔
(متی ۱: ۲۱)

۵۔ مسیح۔ (المسیح) یہ لقب اس بات کا مدعی ہے کہ آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں
جن کے متعلق پیشین گوئیاں ہو چکی تھیں۔

۶۔ خداوند۔ ایک الٰہی لقب جس کی آئندہ صفحات میں تشریح کی جائے گی۔

۷۔ عمانوایل۔ ایک عبرانی نام جس کے معنی ہیں" خدا ہمارے ساتھ"!

اگر یہ بات خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے ہوئے نام کچھ معنی رکھتے ہیں تو صرف یہ کہ وہ انسانی ہستی سے اعلیٰ ہیں۔ درحقیقت سچے مسیحیوں کے خیال کے مطابق ان سات ناموں میں سے ہر ایک الٰہی لقب ہے لیکن ان سب میں لقب" خدا کا بیٹا" ایسا لقب ہے جس کے متعلق غیر مسیحی حضرات میں سب سے زیادہ غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ لقب ہمارے مسلمان دوستوں کے لئے بڑی ناراضگی کا سبب ہوتا ہے اگر اس لقب کو ہٹانے کا کوئی ممکن طریقہ ہوتا تو ہم ان کو راضی کرنے کے لئے بخوشی ہٹا دیتے۔ یہاں ہم سب سے پہلے تشریح کریں گے کہ ہم اسی لقب کو کیوں استعمال کرتے ہیں۔ اور دوسرے اس کے معنی ہمارے نزدیک کیا ہیں۔

مسلمان حیرانی کے ساتھ یہ پوچھتے ہیں کہ مسیحی ایسی اصطلاح کیوں استعمال کرتے ہیں؟ وہ کیوں یسوع مسیح کو ایسے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ جس سے خدا اور مذہب دونوں کی توہین ہوتی ہے!

انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ہم قارئین سے یہ استدعا کریں گے کہ وہ براہِ کرم اصل حقائق کو بغور جانچیں۔ کسی مسیحی نے خداوند مسیح کے لئے کبھی یہ لقب اختراع نہیں کیا۔ یہ لقب خداوند مسیح کے بارے میں پہلی مرتبہ زمین پر اس

وقت سنا گیا جبکہ مقدسہ کنواری مریم کو حضرت جبرائیل کی معرفت یسوع کی ولادت کی خوشخبری ملی۔ (لوقا ۱: ۲۶-۳۵)۔ مسلمان مسیحیوں سے اس بات پر تو اتفاق کرتے ہیں کہ انسانوں تک وحی الہٰی کو پہنچانے کی خدمت حضرت جبرائیل کے سپرد تھی۔ کوئی شخص اس بات کے کہنے کی جرأت نہیں کرسکتا کہ حضرت جبرائیل نے ایسے لقب کی اختراع کی جس میں توہین مذہب اور تحقیر ذات الہٰی پائی جاتی ہے۔ کیا حضرت لوقا مصنف انجیل نے اس نام کے اختراع کرنے کی جرأت کی اور بڑی ہوشیاری کے ساتھ جھوٹ موٹ حضرت جبرائیل کا پیغام ثابت کیا؟ حضرت لوقا اپنے دوستوں اور دشمنوں میں ایک مستند مورخ مانے گئے ہیں لہٰذا کسی ثبوت کی غیر موجودگی کی بنا پر ان پر ایسا سخت الزام نہیں لگایا جاسکتا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک جھوٹا پیغام گڑھ لیا۔ حضرت لوقا خداوند یسوع مسیح کی اپنی گواہی سے، اس قسم کے الزام سے بالکل بے داغ ثابت ہوتے ہیں کیونکہ خداوند مسیح نے اپنے لئے "خدا کا بیٹا" کے الفاظ استعمال کرکے تصدیق کی اور لوگوں کو تعلیم دی کہ وہ آپ کو اسی لقب سے خطاب کریں یہی ایک وجہ ہے جس سے یہودی علماء اور رہنماؤں نے آپ پر فتویٰ موت صادر کیا۔

خداوند یسوع مسیح، خدا کا کلام (کلمۃ اللہ) ہیں۔ آپ پر توہین مذہب و دروغ کا الزام ہرگز نہیں لگ سکتا۔ دو موقعوں پر خداوند مسیح کے متعلق آسمان سے یہ ندا سنائی دی کہ "یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔" (متی ۳: ۱۷، لوقا ۹: ۳۵) یہ آواز انسان یا فرشتہ کی نہیں بلکہ خود خدا تعالیٰ کی آواز تھی۔

یہ لقب نئے عہد نامہ میں جو خدا تعالیٰ کا الہامی کلام ہے، بار بار دکھائی دیتا ہے لہٰذا ہم یہ عرض کریں گے کہ کوئی بھی ایماندار شخص مسیحیوں پر اس لقب کے اختراع کا الزام نہیں لگاسکتا۔ ہم بائبل مقدس کی سند پر جو ہمارے لئے آخری سند

ہے، یہ لقب استعمال کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔

۲۔ (ابن اللہ) خدا کے بیٹے سے کیا مراد ہے؟

سب سے پہلے ہمیں یہ صاف طور سے بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ اس سے کیا چیز مراد نہیں ہے۔ اس میں تولیدِ فطری کا ذکر نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ واحد ہے اس کا کوئی شریک یا ہمسر نہیں۔ آدمیوں کی مانند نہ اس کی کوئی بیوی ہے نہ بیٹا۔ لیکن کیا خداوند یسوع مسیح مقدسہ کنواری مریم (مریم العذراء) سے پیدا نہیں ہوئے؟ بیشک، لیکن جہاں تک آپ کے "خدا کے بیٹے" کے لقب کا تعلق ہے وہ آپ کے مقدسہ کنواری مریم کے بطنِ مبارک سے پیدا ہونے پر لازمی طور سے منحصر نہیں ہے یہ امر ہمارے سامنے بائبل مقدس کے بڑے مرکزی رموز میں سے ایک بڑی رمز کو پیش کرتا ہے۔ جو واضح طور سے بیان کرتا ہے کہ دنیا کے وجود میں آنے سے پیشتر ازل ہی سے آپ "خدا کے بیٹے" تھے۔

بعض اوقات یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ کیا مسیحی مانتے ہیں کہ انسان خدا بن سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کوئی مسیحی نہیں مانتا کہ انسان خدا ہو سکتا ہے اور نہ ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوا بھی ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے آپ کو انسان پر ظاہر کرنے کے لئے انسانی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ یہ بات مختلف ہے اور مسیحی اس بات کے قائل ہیں۔ ہم سوائے ان حقائق کے جو بحیثیت الٰہی صداقتوں کے بائبل مقدس میں ظاہر ہیں۔ کسی اور بات کو نہ ماننے کو تیار ہیں اور نہ قبول کرنے کو۔ کیا بائبل مقدس نے کبھی کہا ہے کہ خداوند یسوع مسیح، خدا ہیں؟ اس سوال کے جواب کے لئے بائبل مقدس کھولئے اور

ذیل کی آیات کا مطالعہ کیجئے۔ اختصار کے خیال سے ہم یہاں صرف چند آیات تحریر کرتے ہیں۔

"خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کر لیا" (۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۹)

"کلام خدا تھا..... اور کلام مجسم ہوا۔" (یوحنا ۱:۱ ، ۱: ۱۴)۔

"مسیح یسوع اگرچہ خدا کی صورت پر تھا........ انسانوں کے مشابہ ہو گیا"۔ (فلپیوں ۲: ۵۔ ۸)۔

"مسیح...... جو سب کے اوپر اور ابد تک خدا ہی محمود ہے۔" (رومیوں ۹: ۵)

اس کے علاوہ متعدد آیات ہیں جو ان مختصر حوالجات کو اور زیادہ واضح کرتی ہیں۔ ہم اس سوال کا باقاعدہ جواب دیتے ہوئے ایک بہت وسیع مضمون میں الجھ گئے ہیں۔ یہ جاننے کے لئے کہ "خدا کے بیٹے سے کیا مراد ہے" خدا تعالیٰ کی ذات کے بارے میں بائبل مقدس کی تعلیم کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا چاہیئے تمام جھوٹے مذاہب ان باطل خیالات سے جو وہ حق تعالیٰ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں وجود میں آتے ہیں۔ مثال کے طور پر بت پرستی ہی کو لیجئے۔ چونکہ انسانوں نے ایک قادر مطلق روح کا بحیثیت خالق کے تصور کرنا مشکل پایا لہذا اس راز کو آسان کرنے کی کوشش میں اپنے خیالات کے مطابق خدا تعالےٰ کی صورت گھڑ لی۔ اور ایسا کرنے سے وہ خدا تعالیٰ کی ذات کے صحیح علم سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ (اس مضمون کے متعلق رومیوں ۱: ۲۱۔ ۲۵ کا مطالعہ کیجئے)۔

ہم خدا تعالیٰ کی ذات کے راز کو آسان کرنے یا کھولنے کی کوشش کی جرأت نہیں کرتے کیونکہ مخلوق اپنے خالق کا مکمل علم حاصل نہیں کر سکتی۔ سچ پوچھئے تو اگر خدا تعالےٰ نے خود اپنے کلام کی معرفت اپنی صفات کا بذریعہ وحی اظہار نہ کیا ہوتا تو ہمیں اس کا مطلق علم نہ ہوتا۔ فطرت کے حقائق کا مشاہدہ کرنے سے

اس بات کی توضیح ہو جائے گی۔ ہم اپنے چاروں طرف کی دنیا کو جمادات، نباتات اور حیوانات کے طبقات میں تقسیم کرتے ہیں۔ جماد نہ تو کبھی نبات کا علم حاصل کر سکتی ہے اور نہ ہی نباتی طبقہ میں داخل ہو سکتی ہے۔ لیکن نباتات حصولِ خوراک کے لئے جمادات کی مرہون منت ہے۔ اس طریقے سے جمادات ایک اعلیٰ طبقے کا جزو ہو جاتی ہے۔ بعینہٖ نباتات، حیوانی جزو ہونے کے لئے حیوانی طبقہ تک کبھی رسائی کر نہیں سکتی لیکن حیوان اپنی خوراک کے لئے نباتات پر انحصار رکھتا ہے۔ اسی طرح سے انسان عالم روحانیت کے اسرار و رموز کو خود نہیں کھول سکتا...... تاوقتیکہ روحانی ہستی اپنے آپ کو انسان پر ظاہر کرنے کے لئے نیچے نہ اُترے۔ بائبل مقدس جو دعویٰ کرتی ہے وہ ہو بہو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ مسیح میں ہو کر زمین پر اتر آیا۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کا مکاشفہ، خداوند یسوع مسیح میں کامل اور انتہائی طور پر کمال عروج کو پہنچا۔ لقب "خدا کے بیٹے" کے راز کا لازمی پس منظر یہی ہے۔ خداوند یسوع مسیح مادی یا انسانی معنوں میں "خدا کا بیٹا" نہیں کہلاتے بلکہ ازلی و ابدی اور روحانی اعتبار سے "خدا کا بیٹا" ہیں۔

بائبل مقدس میں خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق ایک گہرا بھید پایا جاتا ہے۔ جو مسئلہ تثلیث کے نام سے مشہور ہے۔ چونکہ انتہائی پُر اسرار ہے لہٰذا اس کے بارے میں بڑی غلط فہمی ہوتی ہے۔ بدیں وجہ ہمیں اس مضمون پر اور بائبل مقدس کی تعلیمات پر غور کرنے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے اصل مضمون سے ذرا ہٹ جانا چاہیئے۔ تثلیث سے جدا ہو کر خدا کے بیٹے کے لقب (ابن اللہ) کی کوئی ممکن توجیہ نہیں ہے اگر مختصراً بیان کیا جائے تو تثلیث ایک سہ اقنومی وحدت ہے بیشک خدا ایک ہے لیکن وہ وحدت مرکّب ہے اکثر لوگوں کو تثلیث ناقابلِ یقین، خلافِ عقل اور بالکل غیر ضروری نظر آتی ہے لیکن ایمانداری کا تقاضا یہ ہے

کہ انہیں ان دلائل پر غور کرنے کے لئے آمادہ ہونا چاہیئے جو کہ تثلیث پر ایمان رکھنے کے لئے دی جاتی ہیں۔

۳۔ تثلیث کیا ہے؟

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ مسیحی تین خداؤں کی پرستش کرتے ہیں؟ نعوذ باللہ! قطعاً نہیں۔ خدا تعالیٰ واحد ہے۔ (براہ کرم استثنا ۴: ۳۵، ۶: ۴ اور ۱۔تیمتھیس ۲: ۵ ملاحظہ فرمائیے) بائبل مقدس تعلیم دیتی ہے کہ خدا ایک میں تین ہے۔ ایک قادر مطلق ذات جس میں تین اقنوم ہیں جنہیں باپ، بیٹا اور روح القدس کہتے ہیں۔

غیر مسیحی قارئین کو باپ، بیٹا اور روح القدس جیسے الفاظ کے استعمال کو سمجھنے کے لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے فائدے کے لئے ہماری سمجھ کے مطابق انسانی محاورات استعمال کئے۔ یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے کہ اس نے انسانی حدود اور لاعلمی پر ترس کھایا اور بالکل ایک انسانی باپ کی طرح جو ایک چھوٹے بچے کو ٹیلی ویژن اور ایٹم بم کے متعلق سمجھانے کی کوشش میں بچگانہ زبان استعمال کرتا ہے، سلوک کیا۔ اوسط درجہ کا آدمی ایٹمی اسلحہ کے بنانے میں پوشیدہ خطرناک رازوں کو نہیں جانتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا فنا اور بربادی کے دردناک امکانات کو جو اس قسم کی تحقیق سے وابستہ ہیں مانتی ہے۔ بعینہٖ انسان مسئلۂ تثلیث کو سمجھنے سے قاصر ہے، تاہم خدا کے کلام کی سند پر ہم ان برکتوں سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ ہمیں عطا کرتا ہے کیا قارئین سے ہم یہ درخواست کر سکتے ہیں کہ اس مباحثہ میں جبکہ ہم اس مضمون کو سمجھانے

کی کوشش کر رہے ہیں، ہماری طرف متوجہ رہیں۔

(ا) مسئلۂ تثلیث خلافِ عقل (اجتماعِ ضدین) نہیں ہے۔

(ب) اس مسئلہ کے متعلق بائبل مقدس جو کچھ تعلیم دیتی ہے وہ کیا ہے۔

مسیحیوں کے لئے یہ طریقہ کچھ الٹا ہے کیونکہ تثلیث پر انکے ایمان کیلئے محض بائبل مقدس سند ہے۔ زیرِ تحریر کتاب خصوصاً غیر مسیحیوں کے لئے ہے۔ اس لئے یہ مناسب ہے کہ ہم پہلے یہ دکھانے کی کوشش کریں کہ تثلیث جو دراصل الٰہیات کا ایک مسئلہ ہے، اصولِ منطق و عقل کے عین مطابق ہے۔

ا۔ مسئلۂ تثلیث مخالفِ عقل نہیں ہے۔

اس مسئلہ کی تفہیم کے لیے کوئی مکمل مثال غیر ممکن ہے۔ تاہم بہت سے طریقے ہیں جن سے ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ روزمرہ کی زندگی میں انسانی ذہن آسانی سے وحدتِ مرکب یعنی تثلیث فی التوحید کو قبول کر سکتا ہے ہم سب سے پہلے عملی مشابہات کو ترتیب دیں گے۔ مسئلۂ تثلیث کے مخالفوں کی ایک بہت عام غلطی یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو علم ریاضی کے مطابق حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں (خدا تعالیٰ کو قواعد ریاضی کے مطابق سمجھنا ایک مضحکہ خیز بات ہے) کیونکہ اعتراض یوں عائد ہوتا ہے، ایک جمع ایک جمع ایک مساوی تین (۱ + ۱ + ۱ = ۳)۔ اگر قاعدہ صحیح ہو تو جواب صحیح ہوگا۔ لیکن بدقسمتی سے قاعدہ ہی غلط ہے۔ نہ تو بائبل مقدس بیان کرتی ہے اور نہ ہی مسیحی اس بات کو مانتے ہیں کہ باپ جمع بیٹا جمع روح القدس مساوی ہیں خدا تعالیٰ کے۔ آئیے ہم اس سوال کو ایک مختلف شکل میں ترتیب دیں۔ ایک ضرب ایک ضرب ایک مساوی ایک (۱ × ۱ × ۱ = ۱)۔ ایک چھوٹا بچہ بھی اس فرق کو جانتا ہے۔ اگر ایک بچہ کسی مکعب کی وسعتیں دریافت کرنے

کی غرض سے ۱×۱×۱ کی بجائے تینوں ہندسوں کو جمع کر دے تو اُستاد کیا کہے گا؟ مسئلۂ تثلیث خداؤں کی تعداد کو نہیں پیش کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی عظمت کا اظہار کرتا ہے۔

بہ اعتبار مضمونِ ریاضی ہم نیچے دیئے ہوئے خاکوں پر غور کریں۔

خاکہ نمبر ۱

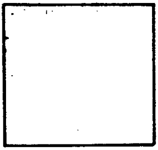

خاکہ نمبر ۲

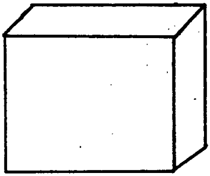

خاکہ نمبر ۳

خاکہ نمبر ایک میں صرف ایک پہلو کی ایک وحدتِ مطلقہ پائی جاتی ہے۔

خاکہ نمبر ۲ میں اسی ایک شئے کے دو پہلو دکھائی دیتے ہیں۔ مگر دو جداگانہ وحدتیں نہیں۔

خاکہ نمبر ۳۔ سہ پہلو (مکعب) ہے۔ یہ چھ سطحوں کی ایک مکمل شئے ہے جس کی ہر سطح اس کی شکل کی خوب صورتی کو بڑھانے کے لئے مختلف رنگوں کی ہو سکتی ہے۔ تاہم وہ تین مختلف اشیاء نہیں بلکہ ایک ہی شئے ہے اس وحدتِ مرکب کی تین پہلو والی شکل پہلے خاکہ سے بالکل مختلف ہے۔ جس کی وحدتِ مطلقہ میں حسنِ تنوع اور عظمت نہیں ہو سکتی۔

آیئے! اب ایک اور مثال لیں جس کا تعلق ہماری روزمرہ کی زندگی کی عام چیزوں سے ہے، ایسی اشیاء جنہیں ہم اپنے جسمانی حواس کے ذریعہ جانتے اور تجربہ کرتے ہیں پہلے پانی ہی کو لے لیجئے۔

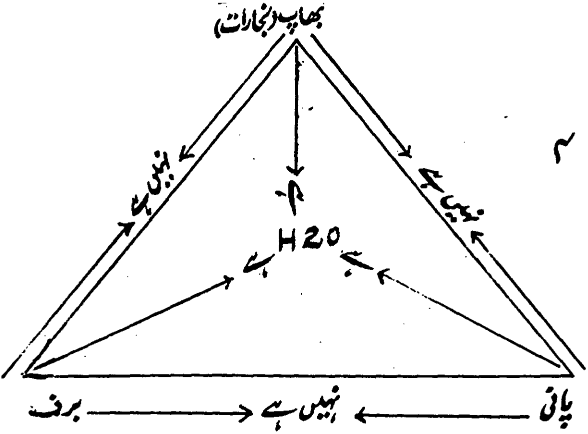

خاکہ ۴

خاکہ نمبر۴۔ مثلث کے درمیان ہم ایک کیمیائی ترکیب H2O دیکھتے ہیں ہم اس H2O کی تین صورتوں سے بخوبی واقف ہیں یعنی برف (جامد) پانی (سیال) بھاپ (بخارات) اس خاکہ کے باہر کی طرف یہ لکھا دیکھتے ہیں کہ برف (جامد) پانی (سیال) نہیں ہے اور پانی (سیال) بھاپ (بخارات) نہیں ہے لیکن مثلث کے اندر (ونی) طرف برف (جامد) H2O ہے پانی (سیال) H2O ہے اور بھاپ (بخارات) H2O ہے۔ یہ ایک سہ رنگی وحدت ہے

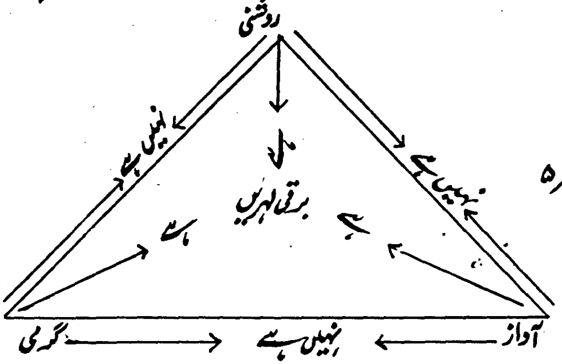

خاکہ نمبر ۵

خاکہ نمبر ۵۔ یہ مثلث ان برقی لہروں کو پیش کرتی ہے جو غیر مرئی ہیں۔ تاہم انہیں ہم اپنے احساسات قوتِ باصرہ، سامعہ و لامسہ کے ذریعہ بصورت روشنی، آواز اور گرمی کے محسوس کر سکتے ہیں۔ روزمرّہ کی زندگی میں ایک غیر سائنس دان شخص کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ تینوں جُدا جُدا وجود رکھتی ہیں۔ روشنی گرمی نہیں ہے اور گرمی آواز نہیں ہے تاہم مثلث کے اندر کی طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ روشنی برقی لہر ہے، گرمی برقی لہر ہے اور آواز برقی لہر ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خلافِ عقل معلوم ہو لیکن ماہر سائنس دان کے لئے وحدتِ مرکب ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔

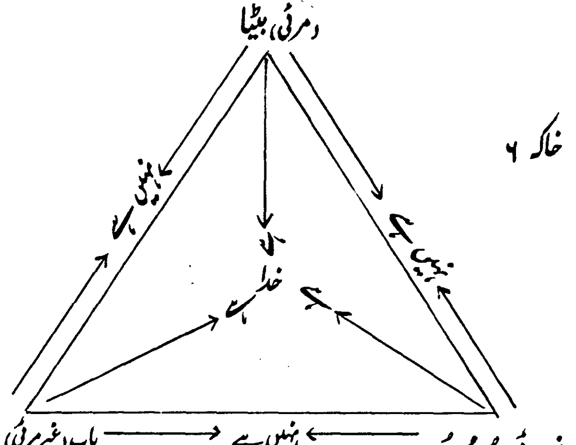

خاکہ ۶

ہم خاکہ نمبر ۶ میں وہی مثلّث استعمال کرتے ہیں لیکن ایک مختلف مقصد کے لئے اب ہم کسی ایک ایسی شے کا بیان کرتے ہیں جو انسانی احساسات کے احاطہ سے بہت بلند ہے۔ یہ مثلّث خدا کو ظاہر کرتی ہے۔ مثلّث کے بیرونی حدود کے تین زاویے باپ، بیٹے اور رُوح القدس ظاہر کرتے ہیں۔ باپ، بیٹا نہیں ہے۔

بیٹا، رُوح القُدس نہیں ہے لیکن اندرونی حصّہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ باپ خُدا ہے۔ بیٹا خدا ہے اور رُوحُ القُدس خُدا ہے۔

دیکھئے پھر وہی وحدت مرکب یعنی تثلیث کا مکمل نمونہ ہماری نظروں کے سامنے ہے۔

اب ہم نقشہ جات کو ترک کر کے ایک مختلف سلسلۂ استدلال پیش کریں گے۔ انسانی زندگی کی یہ ایک عام بات ہے کہ کسی مُصنّف کی تصنیف یا کسی فنکار کے فن میں لازمی طور سے اس کی شخصیّت منعکس ہوتی ہے۔ خداتعالیٰ جبکہ کُل موجودات کا خالق ہے، تو کیا یہ معقول بات نہیں ہے کہ ہم اُس کی صنعت میں اسکی سیرت کو اور اُس نقش میں اس کی مشابہت کو پائیں؟ چند لمحات کے غور وفکر سے ہم پر یہی بات روشن ہوتی ہے۔ ہمارے سائنس دان یہ بیان کرتے ہیں کہ جہاں تک موجودہ علم نے رسائی کی ہے، ہر شے میں ہم یہ دیکھتے اور معلوم کرتے ہیں کہ وہ ایٹم (ATOM) سے مرکّب ہے ایٹم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ مادہ کا صغیر ترین جُزو ہے جسے تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم زیادہ تحقیق سے یہ معلوم ہُوا کہ ایٹم سہ رکنی وحدت ہے جو پروٹان نیوٹران اور الیکٹران سے مرکب ہے۔ ان تینوں اجزاء کے بغیر ایک ایٹم کا وجود غیر ممکن ہے لیکن پھر بھی ایٹم واحد شے ہے۔ اس طرح ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ کی خلقت کے انتہائی ننھے ذرّے میں بھی ایک تثلیث ہے۔

(ذرّات مثنیٰ ہوتے ہیں، یعنی دو جُز رکھتے ہیں۔ تاہم وحدتِ مرکب ہیں) چونکہ ایٹم اوسط درجہ کے انسانوں کے لئے بعید از فہم ہے، لہذا ہم انسان کی اپنی شخصیّت کے متعلق ایک بہت مشہور مضمون کا انتخاب کریں گے بائبل مُقدّس کا بیان ہے کہ انسان روح وجان وجسم کی سہ رکنی وحدت ہے مگر انسان کے اِن

تینوں اجزا کے ایک دوسرے سے تعلق کو ثابت کرنا تو آسان بات نہیں، لیکن یہ غیر متغیر حقیقت ہے۔ بعض اوقات ہم کسی ایسے انسان کو دیکھتے ہیں جس کا جسم تو بالکل ٹھیک ہو لیکن وہ پاگل ہے۔ کیا درحقیقت وہ ایک انسان ہے! اس کے پاس جسم ہے، زندگی ہے لیکن اس کے پاس اپنی قابلیتوں پر قابو پانے کا کوئی مرکز فہم نہیں ہے۔ دوسرا شخص ذہنی طور پر سمجھ دار اور جسمانی طور سے تندرست ہے لیکن روح جس لمحہ اس میں سے پرواز کر جاتی ہے تو وہ انسان نہیں بلکہ ایک لاش ہے۔ صحیح انسان ہونے کیلئے آدمی کو سہ رکنی وحدت یعنی جسم، روح اور جان کا مالک ہونا چاہیئے۔ ورنہ اس کے ساتھی اس کو ایک صحت مند انسان خیال نہ کریں گے۔ انہی دو مثالوں کی بنا پر ہم عرض کریں گے کہ اگر پیدا شدہ اشیاء سہ رکنی وحدت کے یقینی نمونہ ہیں تو یہ ماننا بالکل قرین قیاس ہے کہ خالق عالم وہ ذات ہے جو اپنی مخلوق سے زیادہ بڑا اور اپنی مخلوقات سے کہیں زیادہ پیچیدہ ہے۔

علم سائنس کی ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ سب سے ادنیٰ قسم کے جاندار ایک خلیہ کے مخلوق ہیں اور جب ہم طبعی دنیا میں آگے کی طرف بڑھتے ہیں تو زیادہ مرکب مخلوق آتی ہے تو کیا قادر مطلق خدا تعالیٰ کے وجود کے متعلق ہم یہ امید نہ کریں کہ اس کا وجود ایک مرکب وحدت ہوگا؟ گو فطرت کے مشاہدہ کی بنا پر یہ قیاس کیا جا سکتا ہے اور نتیجہ نکالا جا سکتا ہے، لیکن خدا تعالیٰ کا اپنا مکاشفہ ہی اسے ایک قابل ایمان عقیدہ بنا سکتا ہے کل کائنات سہ رکنی وحدت کے وسیع اجزا پر مشتمل ہے۔ کیا کائنات زمان و مکان اور مادہ سے مرکب نہیں ہے! کیا مکان (جگہ یا مقام) تین سمتوں پر مشتمل نہیں جنہیں عموماً لمبائی، چوڑائی، اور اونچائی کہتے ہیں؟ اور زمانہ تین حصوں میں منقسم نہیں جنہیں ماضی، حال اور

مستقبل کہتے ہیں؟ مادہ، طاقت، حرکت اور مظہر پر مشتمل ہے۔ جو ناظرین اس موضوع کو فلسفیانہ زاویہ سے ملاحظہ کرنا چاہیں ان کے لئے ہم انگریزی کی کتاب بنام "اسرارِ کائنات" از ناتن۔ آر۔ وڈ

(The Secret of the Universe, Nathan R. Wood.)

پڑھنے کی سفارش کرتے ہیں، جو ہمارے خیال میں خدا کی اپنی کائنات میں بطور خدائے ثالوث منعکس ہونے کے موضوع پر ایک اعلیٰ اور لاجواب کتاب ہے۔

ب۔ تثلیث کے متعلق بائبل مُقدس کی تعلیم۔

مذکورہ بالا ریاضیاتی، منطقی اور فلسفیانہ دلائل اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہیں کہ تثلیث پر ایمان نہایت ہی معقول ہے۔ خدا تعالیٰ کی سہ اقنومی وحدت کے علم کی واحد بنیاد وہ کتاب ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ انسانوں کیلئے خدا تعالیٰ کا اپنا مکاشفہ ہے اس کے متعلق وہ کتاب یعنی بائبل مُقدس کیا فرماتی ہے؟

عہدِ عتیق (پرانا عہد نامہ) اور تثلیث

کیا عہدِ عتیق میں تثلیث کا ذکر ہے؟ اگر ہم شہادتوں کی تحقیق کریں تو ساری بائبل مقدس کو خدا تعالیٰ کی وحدت مرکب کی حقیقت سے معمور پائیں گے۔

اوّل حقیقت۔ شہادت کا پہلا سلسلہ ہمیں عبرانی کے قواعدِ زبان میں ملتا ہے، جہاں لفظ "ایک" یا واحد کے لئے دو مختلف الفاظ ملتے ہیں۔ اخد٭ جسکے معنیٰ "ایک" کے ہیں۔ یہ ایک وحدتِ مرکب ہے۔ یہ الفاظ اکثر افعال اور صفات سے

٭ Echad

کے اعتبار سے جمع کی صورت کو ظاہر کرتا ہے۔ "خدا" واحد خدائے اسرائیل کی تعریف بیان کرنے کیلئے بکثرت استعمال کیا گیا ہے، جیسے کہ استثنا ۶:۴ میں ہے "خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔"

"یاخید[1]" کے معنی بھی "ایک" کے ہیں۔ لیکن یہ لفظ مکمل وحدت مجرّد یا وحدتِ محضہ پر دلالت کرتا ہے یہ کسی مصنف کا واضح انتخاب ہوگا اگر وہ اس لفظ سے خداتعالیٰ کی وحدتِ محضہ ظاہر کرنا چاہے لیکن خداتعالیٰ کی وحدت کے اظہار کے لئے اس لفظ "یاخید" کو بائبل میں ایک دفعہ بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ یہودی تثلیث کو نہیں مانتے تھے۔ لیکن انہوں نے اس سلسلہ شہادت کو خدا کے کلام سے خارج کرنے کی کوشش نہیں کی اور نہ انہوں نے مسیحیوں کو کتابِ مقدس کے پاکیزہ متن میں دست اندازی کرنے کی اجازت دی کہ وہ اس میں لفظ "یاخید" کے عوض لفظ "احد" داخل کریں۔ یہ اس بات کا ایک اور ثبوت ہے کہ کتابِ مقدس کے متن کو بدلا یا بگاڑا نہیں گیا۔

دوم حقیقت۔ خود خداتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ایک مرکب وحدت ہے۔ یہ بیان کئی اشخاص کو چونکا دینے والا بیان ہوگا مگر اس کیلئے شہادت صاف ہے۔ یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی میں ہم یہ آیت پاتے ہیں "میں وہی ہوں میں ہی اوّل اور میں ہی آخر ہوں۔۔۔ اور اب خداوند خدا نے اور اس کی روح نے مجھ کو بھیجا ہے۔۔۔" (یسعیاہ ۴۸: ۱۲-۱۶) اس متن کا مطالعہ ہم پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ خداتعالیٰ نے یہ کلمات فرمائے ہیں اور یقیناً وہ بیٹا ہے جو باپ اور پاک روح دونوں کا ذکر کرتا ہے۔ ایک اور آیت پر غور کیجئے جو اسکے مطابق

---

[1] Yacheed

ہے" خداوند.... وہ ان کا بچانے والا ہوا اور اس کے حضور کے فرشتہ نے ان کو بچایا.... لیکن وہ باغی ہوئے اور انہوں نے اس کے روح قدس کو غمگین کیا"۔ (یسعیاہ ۶۳: ۷۔۱۰) یہ جملہ "اس کے حضور کا فرشتہ" صفائی کیساتھ "بیٹے" کی طرف اشارہ کرتا ہے جیسے کہ آئندہ آیات سے ظاہر ہے۔ پیدائش ۳۱: ۱۱۔۱۳ میں لکھا ہے کہ "خدا کے فرشتہ" نے حضرت یعقوب سے فرمایا کہ "میں... خدا ہوں"! عمر رسیدہ نبی، حضرت یعقوب نے اپنی زندگی میں مابعد یہ کہا: "وہ خدا جس نے ساری عمر آج کے دن تک میری پاسبانی کی اور وہ فرشتہ جس نے مجھے سب بلاؤں سے بچایا۔ ان لڑکوں کو برکت دے"۔ (پیدائش ۴۸: ۱۵۔۱۶) پھر حضرت اسماعیل کی والدہ حضرت ہاجرہ بیابان میں "اسی خدا کے فرشتہ" کے ذریعہ خطرہ سے بچائی گئی تھیں۔ اس بات کا چار دفعہ ذکر آتا ہے کہ "خداوند کا فرشتہ" آپ سے ہمکلام ہوا۔ آپ نے بھی اُسے جو آپ سے ہمکلام ہوا خداوند کے نام سے خطاب کیا۔ اور اس خاص نام یعنی "اتا ایل روئی" سے پکارا۔ اس کے معنی ہیں "اے خدا تو بصیر ہے"۔ (پیدائش ۱۶: ۷۔۱۳)۔ عہدِ عتیق میں ایک دوسرے سے مطابقت رکھنے والے ایسے واقعات کثیر ہیں جن سے ہمیں یہ گواہی ملتی ہے کہ وہ شخصیت جو خداوند کے فرشتہ کی حیثیت سے ظاہر ہوئی دیندار لوگوں نے اس کی پرستش کی۔ اس پرستش میں جو سوائے خدا تعالیٰ کے کسی اور کے لئے جائز نہیں، وہ لوگ کبھی قصوروار نہیں کہلائے۔

عہدِ عتیق میں بیسیوں حوالہ جات مذکورہ بالا دو آیات کے مطابق ملیں گے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بحیثیت باپ اور رُوح القدس اور بیٹے کے انسانوں پر روشن تھا۔ (زبور ۲؛ امثال ۳۰: ۴؛ دانی ایل ۳: ۲۵ اور ۷: ۱۳)۔

عہدِ جدید (انجیلِ جلیل) اور تثلیث۔

اس مضمون پر عہدِ جدید میں عہدِ عتیق کی نسبت زیادہ صاف و صریح تعلیم پائی جاتی ہے اور یہ کتابِ مقدس کے پورے مقصد کے ہم آہنگ ہے عہدِ عتیق (پرانا عہد نامہ) عہدِ جدید (نیا عہد نامہ) دونوں باہم ایک دوسرے سے اس قدر وابستہ ہیں کہ بعض اوقات یوں ظاہر کیا گیا ہے کہ

پرانا نئے سے ظاہر ہوتا ہے نیا پرانے میں پوشیدہ ہے
پرانے کی تشریح نئے سے ہوتی ہے نیا پرانے میں شامل ہے

یعنی وہ عقائد جو پرانے عہد نامہ میں ایک حد تک پوشیدہ تھے۔ نئے عہد نامہ میں صاف صاف ظاہر کر دیئے گئے ہیں۔ اس طرح تثلیث میں خدا تعالیٰ کی سہ اقنومی وحدت کو نئے عہد نامہ کی آسان زبان میں سمجھا دیا گیا۔ خداوند یسوعؔ مسیح کے بپتسمہ کے وقت ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جس وقت آپکا بپتسمہ ہُوا اس وقت آپ پر روح نازل ہُوا اور باپ کی آواز سنائی دی کہ "یہ میرا پیارا بیٹا ہے"۔ (متی ۳: ۱۶-۱۷) متی رسول کی انجیل شریف کے خاتمہ پر خداوند یسوعؔ مسیح نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام سے (ناموں سے نہیں بلکہ ایک واحد نام سے) بپتسمہ دو۔ (متی ۲۸: ۲۹)۔ یوحنا رسول کی انجیل شریف میں خداوند یسوعؔ مسیح نے باپ بیٹے اور رُوح القُدس کو ایک مکمل وحدت کے محاورے میں بہ تکرار بیان کیا۔ وحدتِ طبیعت، وحدتِ محبت، وحدتِ مقصد وغیرہ، خصوصاً یوحنا یوحنا ۱۴: ۶-۱۱؛ یوحنا ۱۴: ۱۶-۱۷ اور یوحنا ۱۵: ۲۶۔ پر غور کریں۔

رسولوں کے اعمال کی کتاب میں رسولوں کے جو واعظ درج کئے گئے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ ان میں سامعین کے سامنے بار بار تثلیث کی حقیقت

پیش کی گئی۔ رسُول صفائی کے ساتھ یہ بیان کرتے تھے کہ نجات کے کام میں خُدا باپ، بیٹا اور رُوح القُدس مکمل وحدت کے ساتھ عملاً مشغول ہیں (آیات ہذا کا مطالعہ کیجئے۔ رسولوں کے اعمال ۲: ۲۸، ۲۹، ۵: ۳۰-۳۲، ۷: ۵۵-۵۶)۔ البتہ غور کیجئے کہ رسولوں نے لبطور عقیدہ اس کی منادی نہیں کی اور نہ مسئلہ تثلیث کو مرتب کرنے کی سعی فرمائی۔ اسکی بجائے انہوں نے سادگی کے ساتھ اپنا شخصی تجربہ بیان کیا کہ خداوند لیسوع مسیح پران کے اس ذاتی ایمان کے طفیل کہ آپ خداوند اور نجات دہندہ ہیں، ان کی زندگیوں میں رُوح القُدس نازل ہُوا۔ اس تجربے نے انہیں خدا تعالیٰ کی عین رفاقت عطا فرمائی۔ حقیقت تثلیث کیلئے یہی ایک حقیقی ثبوت ہے یعنی ہر سچے مسیحی کا یہ ایک روحانی تجربہ ہے جو اُسے قائل کرتا ہے کہ خداوند لیسوع مسیح، خدا باپ اور رُوح القُدس ایک سہ اقنومی وحدت ہے جو اس کی حیات وقلب کو نئی زندگی اور رحمتوں سے بھر دیتی ہے۔

اس سوال کے بارے میں کہ مسیحی خدا کے بیٹے سے کیا مراد لیتے ہیں یہی ضروری پس منظر ہے۔ فرزندِ ابدی زمین پر مبعوث ہوا اور انسانی جامہ اختیار کیا آپ کا جسم محض سایہ یا عکس نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے مقدسہ کنواری مریم کے بطن میں اپنی خصوصی قدرت سے ایک جسم تیار کیا۔ یوں خداوند لیسوع مسیح ایک حقیقی جسم انسانی کیساتھ دنیا میں تشریف لائے حالانکہ آپ خود خدا ہیں۔

اس سے قبل کہ آپ اس تشریح کی تردید کریں، ذرا سنجیدگی سے بائبل مُقدس کے درج ذیل مقامات کا مطالعہ کریں۔ یوحنا رسول کی انجیل کا پہلا باب، عبرانیوں کا پہلا باب، کلسیوں کا پہلا باب، فلپیوں کا دوسرا باب اور یوحنا عارف کے مکاشفہ کا پہلا باب، ہم نہایت خلوص کے ساتھ قارئین سے گذارش کرتے ہیں کہ اس الہام الٰہی کو رد نہ کریں کیونکہ خدا تعالیٰ جو اپنے آپ کو ہم پر ظاہر

فرماتا ہے، ایک عظیم ترین شخصیت ہے، جس کا سمجھنا انسانی عقل سے باہر ہے۔ مسیحی مسئلہ تثلیث کو سمجھ نہیں سکتے لیکن اسے تسلیم کرتے ہیں کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے اپنے الہام کا ایک ضروری جزو ہے اگر ہم تثلیث کی تردید کریں تو خداوند یسوع مسیح کی شخصیت کو سمجھنے کے لئے کوئی ممکن ذریعہ نہ رہے گا۔ یا تو آپ انسانی شکل میں خدا ہیں یا دیوانے یا ایک ہوشیار فریبی۔ آپ کی سیرت، زندگی کی شہادت اور کام ان تمام شبہات کو دور کر دیتے ہیں یا تو ہم آپ کو بحیثیت خدا کے بیٹے کے تسلیم کریں یا کُل نئے عہد نامہ کو رد کریں۔

ایک اور نکتہ قابلِ غور ہے۔ بائبل مقدس نے کبھی یہ بیان نہیں کیا کہ ایک انسان کو نجات حاصل کرنے سے پہلے تثلیث کو مکمل طور پر سمجھنا ضروری ہے بلکہ وہ واضح طور پر یہ بتاتی ہے کہ گناہوں سے نجات اور ابدی زندگی حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ یسوع مسیح پر بطور نجات دہندہ اور خداوند شخصی طور پر ایمان لائیں یہ زندگی کی سب سے بڑی افسوسناک بات ہے کہ چونکہ انسان خداوند یسوع مسیح کی اصل حقیقت کے بھید کو سمجھنا مشکل خیال کرتے ہیں اس لئے وہ ابدی نجات کی واحد امید کو رد کر دیتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کے دعووں کو رد کر دیجئے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ خود خدا تعالےٰ کو رد کر رہے ہیں۔ ذیل کی آیات اس بات کو واضح کرتی ہیں۔

"جو کوئی بیٹے کا انکار کرتا ہے اس کے پاس باپ بھی نہیں۔ جو بیٹے کا اقرار کرتا ہے۔ اُس کے پاس باپ بھی ہے۔" (۱۔یوحنا ۲: ۲۳)

یہاں خداوند یسوع مسیح کے اپنے کلمات بھی خاص اہمیت رکھتے ہیں اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔" (یوحنا ۱۷: ۳)

یسوع نے اس سے کہا کہ راہ اور حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔" (یوحنا ۱۴: ۶)۔

"میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوا باپ کے اور کوئی باپ کو نہیں جانتا سوا بیٹے کے اور اس کے جس پر بیٹا اُسے ظاہر کرنا چاہے۔" (متی ۱۱: ۲۷)۔

غالباً یہ آخری آیت تمام بائبل میں اس مضمون پر سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے اس بات کی صاف تعلیم دی کہ خدا کے بیٹے کی سیرت ایک بڑا راز ہے جسے کوئی انسان سمجھ نہیں سکتا "کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوائے باپ کے" یا بہ الفاظ دیگر اس راز کی گہرائیوں کا علم فقط خدا تعالےٰ کی واحد ذات کو ہے۔ تو کیا ضعیف اور فانی انسان محض اس لئے مسیح کو رد کر دیں کہ وہ ایک ایسے بھید کو جسے انسانی حد ادراک سے بعید بتایا گیا ہے سمجھ نہیں سکتے؟ ان اتھاہ مسائل کو سمجھے بغیر ہر حقیقی مسیحی جانتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح میں اس کے لئے خدا تعالیٰ کا معمور ترین اور کامل ترین مکاشفہ موجود ہے۔ براؤننگ نے جس نے ایام جوانی میں مسائل مسیحیت سے انکار کیا اور دہریہ کہلایا۔ اپنی بعد کی زندگی میں یوں لکھتا ہے۔

"اگر عقل اس قدر مان لے کہ خدا مسیح میں جلوہ گر ہے۔ تو یقینی بات ہے کہ تجھ پر کون ومکاں کے رموز کشف ہو جائیں گے۔"

آخری بات یہ ہے کہ مسئلہ تثلیث خدا تعالیٰ کے یگانہ جلال اور شان کو سلب نہیں کرتا۔ بائبل مقدس یہ بتاتی ہے کہ خدا باپ غیر مرئی ہے لیکن خدا کے بیٹے غیر مرئی خدا تعالیٰ کی صفات کو منکشف کرنے کے لئے دنیا میں تشریف لائے۔ رُوح القدس بھی نادیدہ شخصیت ہے، لیکن وہ ہماری

توجہ خداوند یسوعؑ مسیح کی طرف راغب کرتا ہے جو باپ تک ہماری رسائی کے لئے راہ ہے۔ اسی طرح ہماری پرستش، عبادت اور فرمانبرداری کو خدائے ثالوث کی طرف راغب کیا گیا ہے۔ جو کہ واحد، قادرِ مطلق، عالمِ کُل اور سب سے محبت رکھنے والا خالق ہے۔

یہ بیان تثلیث ایسے وسیع مضمون کی، جس میں سیرت خدائے تعالیٰ اور رمزِ مسیح پنہاں ہے، ایک مختصر تمہید ہے۔ ہم سنجیدہ قارئین کے مزید مطالعہ کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں:۔

1. Basic Christianity, John Stott, I.V.F., London.
2. The Attributes of God, Charnock.
3. Mere Christianity, C.S. Lewis.
4. The Magnificence of Jesus, H. Rimmer.

مطبوعہ مسیحی اشاعت خانہ	ابن خدا۔	۵
۳۶۔ فیروز پور روڈ	تلاشِ حق۔	۶
لاہور نمبر ۱۴	حاکموں اور بادشاہوں کے سامنے۔	۷
	زندہ خدا۔	۸

۴۔ کیا خداوند یسوعؔ مسیح نے واقعی صلیب پر جان دی؟

بہت سے لوگوں کے لئے تو یہ ایک سنجیدہ سوال ہے لیکن ایک مسیحی کیلئے ٹھوس حقائق کی روشنی میں یہ سوال احمقانہ ہے۔ ہم پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ مسیحی عقائد کے متعلق حقیقی ذریعۂ معلومات فقط بائبل مقدس ہے لہذا ایک سوال کا جواب دینے کے لئے ہمیں بائبل مقدس کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے تاکہ ہم خداوند یسوعؔ مسیح کی وفات کے متعلق اس کی تعلیمات کو جانچیں۔ اسکے بعد ہم دیکھیں گے کہ آیا اور بھی کوئی شہادت ہے جو بائبل مقدس کی تائید کرتی ہے۔

۱۔ پہلی شہادت۔ جس پر ہمیں غور کرنا چاہیئے وہ اناجیل اربعہ میں خداوند یسوعؔ مسیح کی داستانِ وفات ہے اس سے مراد وہ تاریخی شہادت ہے جو مسیح کی موت کے بارے میں متعدد چشم دید گواہوں نے پیش کی ہے۔ کسی بھی قانونی عدالت میں پہلا سلسلۂ شہادت چشم دید گواہوں کا بیان ہوتا ہے۔ اگر گواہ نیک اور با اخلاق شخص ہوں تو ان کی شہادت بیش قیمت ہوتی ہے۔ جن آدمیوں نے خداوند یسوعؔ مسیح کی وفات کے متعلق گواہی دی انہوں نے آپ کے صلیب پر جاں بحق ہونے کا بیان کیا۔ وہ سب کے سب بہ اعتبار اخلاق بے عیب، بے داغ اور مشہور و معروف خدا پرست انسان تھے لہذا ہمیں انکی ایمانداری پر شک کرنے کے لئے کوئی وجہ دکھائی نہیں دیتی کیونکہ ان لوگوں نے اپنی تمام زندگیاں خداوند مسیح کی وفات کی حقیقت کو بحیثیت اپنے ایمان کی مرکزی تعلیم کے دنیا کے سامنے تشہیر کرنے میں صرف کر دیں، یہاں تک

کہ ان میں سے بعض نے اپنے ایمان سے منکر ہونے کی بجائے موت گوارا کی۔ یہ ان کے خلوص کی ایک محکم شہادت ہے۔

ب:۔ رسولوں کے اعمال اور رسولوں کے خطوط میں رسولوں کی تحریر شدہ تعلیم ہمارے پاس ہے جہاں ہم یہ پاتے ہیں کہ ان لوگوں نے خداوند کے حکم اور پاک روح سے معمور ہو کر منادی کی کہ خداوند یسوع مسیح نہ صرف مصلوب ہوئے بلکہ آپ کی وفات کل گنہگاران عالم کے لئے ایک کفارہ تھی۔ لہذا یہ کفارہ تواریخ عالم میں اہم ترین واقعہ مانا جاتا ہے۔

ج:۔ اس کا کوئی (تحریری یا زبانی) ثبوت موجود نہیں کہ ان کے اس دعویٰ کو کہ خداوند یسوع مسیح صلیب پر جاں بحق ہوئے ان کے ہمعصر لوگوں نے کبھی ردّ کیا تھا۔ جب ایک چشم دید گواہ صحیح داستان بیان کر رہا ہو اور وہ لوگ جو حقائق سے واقف ہیں اس کے کھلم کھلا دشمن ہوتے ہوئے بھی اس شہادت کو جھٹلانے کی کوشش نہیں کرتے تو ہمیں اس سے گواہ کی شہادت کی سچائی کا مستحکم ثبوت مل جاتا ہے۔

د:۔ پرانے عہد نامہ کے انبیاء کی شہادت بھی موجود ہے۔ رسول بار بار پرانے عہد نامہ کے انبیاء کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ جن نبوتوں کے مطابق خداوند یسوع مسیح کی وفات ایک عظیم مقصد رکھتی تھی، جس کے لئے آپ دنیا میں تشریف لائے، وہ یہ ہے کہ آپ ایک مکمل کفارہ ہوں۔ مثال کے طور پر لوقا رسول کے بیان میں ہم پڑھتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح اپنے جی اٹھنے کے بعد دو شاگردوں پر ظاہر ہوئے۔ اور آپ نے ان سے فرمایا "اے نادانوں اور نبیوں کی سب باتوں کے ماننے میں سست اعتقادو! کیا مسیح کو یہ دکھ اٹھا کر اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور نہ تھا؟ پھر موسیٰ سے اور سب نبیوں سے شروع کر کے

سب نوشتوں میں جتنی باتیں اس کے حق میں لکھی ہوئی ہیں۔ وہ ان کو سمجھا دیں"۔ لوقا ۲۴: ۲۵۔ ۲۷)۔

دوسری آیت بیان کرتی ہے "اُس شخص کی سب نبی گواہی دیتے ہیں" (اعمال ۱۰:۴۳)۔ اس چھوٹے سے کتابچہ میں پرانے عہدنامہ کے تمام انبیاء کی خداوند مسیح کی وفات کے متعلق پیشین گوئیوں کی فہرست تیار کرنے کی گنجائش نہیں۔ حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت یسعیاہ، حضرت یرمیاہ، حضرت دانی ایل اور حضرت زکریاہ ان انبیاء میں سے ہیں جنہوں نے خداوند یسوع مسیح کی وفات کے متعلق یا تو صاف پیشینگوئی کی یا بطور تمثیل خبر دی۔ اُنہوں نے نہ صرف خداوند مسیح کی وفات کی، آپ کی آمد سے صدہا سال پیشتر خبر دی بلکہ ان کی پیشینگوئیوں کی تعداد اور ان کی تفصیلات سے شہادت کا ایک ایسا سلسلہ مرتب ہوتا ہے جو قابل اعتبار ہے۔ اسے صرف جان بوجھ کر ایمان نہ لانے سے یا اصلی حقائق سے ناواقفیت کی بنا پر ہی رد کیا جا سکتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی صلیب پر وفات کی حقیقت کی شہادت کے لئے اب ہم دوسری تواریخی شہادت کی طرف رُخ کریں گے۔

کوئی یادگار تواریخی حقیقت کی ایک ٹھوس شہادت ہوتی ہے۔ ٹرافالگر اسکوئر[1] لنڈن میں نیلسن کا مجسمہ ایک ثبوت ہے جس کو ہر عقلمند شخص مان لے گا کہ ہورشیو نیلسن[2] ایک بڑا امیر البحر تھا اسی طریقے سے یہ حقیقت کہ تمام زمانوں میں صلیب مسیحی ایمان کی علامت رہی ہے اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ مسیحی اپنے ایمان کی بنیاد خداوند یسوع مسیح کے مصلوب ہونے پر رکھتے

---

[1] Trafalgar Square   [2] H. Nelson

ہیں۔ علاوہ ازیں ہفتہ وار رسم کی ادائیگی کا سلسلہ جو عشائے ربّانی کے نام سے مشہور ہے، انیس صدیوں سے خداوند یسوؔع مسیح کی وفات کی ایک یادگار ہے۔ پولُسؔ رسول نے اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ "کیونکہ جب کبھی تم یہ روٹی کھاتے اور اس پیالہ میں سے پیتے ہو تو خداوند کی موت کا اظہار کرتے ہو۔ جب تک وہ نہ آئے" (۱۔ کرنتھیوں ۱۱: ۲۶)۔

بُت پرست مورخ بھی بائبل مُقدّس کی شہادت کی تصدیق کرتے ہیں۔

طاسی طوس[1] رومی مورخ جو کہ ۵۶ء میں پیدا ہُوا خداوند یسوؔع مسیح کی صلیبی وفات کا ذکر کرتا ہے۔ لوسی ین[2]، ایک یونانی مورخ جو ۱۲۰ء میں پیدا ہوا خداوند یسوؔع مسیح کی صلیبی وفات کا بحیثیت تواریخی حقیقت اقرار کرتا ہے۔ سیل سیس[3] بھی "مصلوب یسوؔع" کا ذکر کرتا ہے۔ مسیحیوں کو بت پرستوں کی ان شہادتوں کی ضرورت نہیں۔ مگر ہم نے یہ دکھانے کی غرض سے اس کا ذکر کیا ہے کہ اس زمانے کے معتبر مورخوں نے اس واقعہ کی حقیقت پر کوئی شک نہ کیا۔

چونکہ ہم سنجیدہ سوالات کے منصفانہ جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ایک ایسے عقیدے کا ذکر کرنا ہوگا جو بہت عام ہے یعنی یہ نظریہ کہ خداوند یسوؔع مسیح کی بجائے ایک دوسرا شخص مصلوب ہُوا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی نبی کی ایسی ندامت اور اذیّت گوارا نہیں کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے یہودیوں، رومیوں اور مسیحیوں کو دھوکہ دیا کہ ایک دوسرے آدمی کو خداوند یسوؔع مسیح کی شکل کا بنادیا۔ (جس کو بعض لوگ یہوداہ کہتے ہیں) اور وہ خداوند یسوؔع مسیح کی جگہ مصلوب ہُوا اور خداوند یسوؔع مسیح چپکے سے بچ نکلے

---

[1] Tacitus [2] Lucian [3] Celsus

اس کے متعدد جواب دیئے جا سکتے ہیں لیکن ہم صرف دو چار ہی کا ذکر کریں گے۔

خدا تعالیٰ جو مقدس اور عادل ہے، اس کے متعلق یہ سوچنا کہ وہ ایک فریبی اور کاذب ہوگا کفر ہے۔ اگر خدا نے خود گذشتہ انیس صدیوں میں ہزاروں اور لاکھوں مخلص انسانوں کو فریب دیا ہے تو انسان کے کاذب ہونے کی صورت میں وہ اس کو کبھی بھی سزا نہ دے سکے گا۔

یہ ایک ناقابلِ یقین بات ہے کہ تمام رسول ایک جھوٹ کی خاطر دکھ اٹھاتے اور مرنے پر تیار تھے، یا یہ کہ خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ وہ دکھ میں مریں، جیسے کہ لاکھوں مسیحی مر گئے بجائے اس کے کہ وہ اپنے اس ایمان کا کہ ابدی زندگی کے لئے خداوند یسوعؔ مسیح کی وفات ہی واحد امید ہے انکار کریں۔

یہ یقین کرنا کہ جس شخص کو مصلوب کیا گیا، وہ خداوند یسوعؔ مسیح نہیں تھے۔ غیر ممکن ہے۔ خداوند یسوعؔ مسیح کے وہ سات مشہور کلمات جو صلیب پر آپ کی زبانِ مبارک سے ادا ہوئے کسی دوسرے کی زبان سے ادا نہیں ہو سکتے، جیسے غلطی سے صلیب پر کیلوں سے جڑا گیا ہو۔ وہ کلمات بالکل اسی پاکیزگی، محبت، ہمدردی اور فضل کے جذبات سے معمور تھے۔ جو خداوند یسوعؔ مسیح کی زندگی میں نمایاں تھے۔ کیا یہوداہ جیسا دغا باز اس قابل ہوتا کہ محبت کے وہ احساسات اس میں ہوتے جو اس جملہ سے ظاہر ہیں "اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں" (لوقا ۲۳: ۳۴)۔ تمام تواریخ اس بات کو قلمبند کرتی ہے۔ کہ مصلوب لوگ اپنی تکلیف و عذاب کی گھڑیوں میں ساری فضا کو لعنتوں اور کفر سے بھر دیتے تھے۔ لیکن خداوند یسوعؔ مسیح نے رحمت اور فتح ہی کے الفاظ فرمائے جیسے کہ اس پُر زور نعرہ سے ظاہر ہے کہ "تمام ہُوا" یعنی نجات کا کام پورا ہُوا۔

خداوند یسُوع مسیح کے جی اٹھنے کے بیانات میں یہ صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اپنے شاگردوں کو اپنی وفات کا یقین دلانے کے لئے اپنے دست و پا میں میخوں کے نشان اور اپنے چھیدے ہُوئے پہلو کا زخم دکھایا۔ اگر آپ کی جگہ کوئی اور مصلوب ہُوا ہوتا تو آپکے وہ نشان نہ ہوتے۔ ان نشانوں نے بے اعتقاد اور متذبذب شاگردوں کو آخرکار قائل کر دیا کہ وہ شخص جسکو انہوں نے صلیب پر دیکھا تھا وہی ہے، جو اب ان کے درمیان زندہ کھڑا ہے اور اپنی صلیبی اذیّت اور موت کے نشانات انہیں دکھا رہا ہے۔

اس مرحلے پر ہمیں اس نظریہ کا بھی ذکر کرنا چاہیئے کہ خداوند یسُوع مسیح اگرچہ مصلوب ہُوئے تو بھی صلیب پر جان نہیں دی بلکہ آپ کو محض غش آگیا تھا اور بعد میں ہوش میں آنے پر آپ ایک دوسرے دور دراز ملک کو فرار ہو گئے جہاں آخر میں آپ نے طبعی طور پر وفات پائی۔

چونکہ بعض لوگ بڑی بے باکی سے خداوند مسیح کے غش کا خیال ثابت شدہ حقیقت کی طرح پیش کرتے ہیں اس لئے لازمی ہے کہ اس کے متعلق بائبل مقدّس کے واضح حقائق پر ہم باقاعدہ غور کریں اس نظرّیہ کے حق میں عموماً جو بیان پیش کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر خداوند یسوؔع مسیح نے صلیب پر جان دی ہوتی تو آپ کے خون کو فوراً ہی منجمد ہو جانا چاہیئے تھا۔ اور جب سپاہی نے آپکا پہلوئے مبارک چھیدا تو خون نہیں بہنا چاہیئے تھا یہ مغالطہ اس خیال پر مبنی ہے کہ خون موت کے فوراً بعد منجمد ہو جاتا ہے۔ لیکن طب کا فتویٰ اسکے بالکل برعکس ہے مُصنّف نے سنگاپور کے ایک مشہور ڈاکٹر سے اس مسئلہ پر بات چیت کی جنہوں نے ہمیں اس بات کا یقین دلایا کہ انہوں نے کئی مُردہ اجسام کا پوسٹ مارٹم کیا جن میں خون رواں تھا۔ حقائق تخیلات سے کہیں بہتر ہیں!

تو بھی یہ اس کا آخری جواب نہیں ہے کیونکہ یوحنّا رسول صلیبی واقعہ کا چشم دید بیان قلمبند کرتے ہوئے ایک خاص بات کا ذکر کرتے ہوئے، جس کا خداوند یسوؔع مسیح کی وفات سے براہِ راست تعلق ہے وہ خاص بات یہ ہے کہ "ایک سپاہی نے بھالے سے اُسکی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا" (یوحنّا ۱۹: ۳۴)۔

ایڈنؔ برگ کے ڈاکٹر سر جیمزؔ سمپسن، مشہور ماہرِ طب جنہوں نے اجسام کے سُن کرنے کے لئے کلوروفارم دریافت کیا، انہوں نے ایک رسالہ لکھا جس میں انہوں نے خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا کہ خالص سائنسی لحاظ سے خداوند مسیح کی وفات دل سے خون بہہ نکلنے سے ہُوئی تھی۔ جب کوئی اس طریقے سے مرتا ہے تو ہاتھ پھیل جاتے ہیں۔ انسان چیخ اٹھتا ہے دل کا پردہ پھٹ جاتا ہے اور خون دل کے غلاف میں بھر جاتا ہے جس سے حرکت قلب رُک جاتی ہے اس غلاف میں کچھ دیر تک خون اپنی شکل میں موجود رہتا ہے۔ اس کے بعد وہ خون اور پانی کی صورت میں الگ الگ ہو جاتا ہے یہ طبی حقائق ہیں انہیں مذہب سے اس وقت کوئی سروکار نہیں جب تک کہ خداوند مسیح کی صلیب پر وفات سے منطبق نہ کیا جائے۔ یوحنّا رسول کوئی جدید سائنسدان نہ تھے اور انہوں نے خداوند یسوع مسیح کی وفات کی تفصیلات اس لئے نہیں لکھی تھیں کہ ہم پر اپنے علم کا رُعب جمائیں انہوں نے محض اپنے چشم دید واقعات کو صحیح صحیح بیان کیا۔ انہوں نے اس بات کا خیال نہیں کیا کہ انیس صدیوں بعد یہ ایک ادنیٰ سی حقیقت بہت بڑی اہمیت اختیار کر لے گی۔ اب ہم ان حقیقی بیانات پر جنہیں یوحنّا رسول نے قلمبند کیا ہے غور کریں اور طبی حقائق سے ان کا مقابلہ کریں۔ خداوند یسوؔع مسیح کو صلیب دیتے وقت آپ کے ہاتھ پھیلے

ہوئے تھے آپ گھنٹوں جان کنی کی حالت میں لٹکے رہے لیکن آپ کی وفات میں خارجی ذرائع نہیں تھے۔ تب آپ نے چلّا کر جان دے دی مابعد ایک رومی سپاہی نے دیکھا کہ آپ وفات پا چکے تھے تو ظالمانہ حرکت سے اپنے نیزہ سے آپکا پہلوئے مبارک چھیدا۔ یوحنّا رسول ہمیں بتاتے ہیں کہ آپ کے زخم سے "خون اور پانی بہہ نکلا"۔ وہ محض خون نہیں تھا جو ایک زندہ انسان کی رگوں سے نکلتا ہے بلکہ وہ خون اور پانی تھا جو پھوٹے ہوئے غلافِ دل سے بہا اور یہی آپ کی وفات کا مستند ثبوت ہے قانونی عدالت اس بات کو بحیثیت ثبوت ماننے کے لئے تیار ہوگی کہ آپ کی وفات دل کے پھٹنے کی وجہ سے ہوئی، بائبل مقدس اس ثبوت کو مانتی ہے کیونکہ حضرت داؤد نے خداوند یسوعؐ مسیح کے متعلق اپنی پیشینگوئی میں یہ فرمایا ہے:۔

"ملامت نے میرا دل توڑ دیا" (زبور ۶۹ : ۲۰)۔

نظریۂ غش پر بحث کرتے ہوئے خداوند یسوعؐ مسیح کی صلیب پر آخری بڑی پکار پر بھی تبصرہ کرنا چاہیئے۔ نظریۂ غش اس بات کو بشدّت پیش کرتا ہے کہ خداوند یسوعؐ مسیح کمزوری اور مایوسی کی وجہ سے آہستہ آہستہ غش کھا گئے۔ جیسے آپ غش میں آئے آپ نے ایک آخری مایوسی کی آواز بلند کی۔ دیکھئے کہ حقیقت کو کیسا توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ حقائق بعض اوقات ناگوار محسوس ہوتے ہیں لیکن ایک جویائے حق کو ایمانداری سے انکا سامنا کرنا چاہیئے۔ یوحنّا رسول نے خداوند یسوعؐ مسیح کی صلیب پر آخری بڑی پکار کا ذکر کیا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے "تمام ہوا" لیکن اصل یونانی زبان میں اس کے لئے ایک ہی لفظ "تتلستائی" ہے کیا اس کے کوئی خاص معنی ہیں؟ یہ لفظ اس زمانہ میں روزمرّہ کے کاروبار میں عام طور پر استعمال ہوتا تھا۔ جب کوئی بل رقم کی وصولی کے لئے پیش کیا جاتا تھا

اور باقاعدہ ادا کیا جاتا تھا، تو بل کے اوپر یہ لفظ لکھ دیا جاتا تھا جس کے معنی ہیں "طے ہو گیا" "ختم ہوا" "مکمل ہوا" "ادا کیا گیا"۔ اس لئے ہم یہ کہیں گے کہ یہ پکار مایوسی کی دردناک چیخ نہیں تھی بلکہ جب آپ نے صلیب پر جان دی تو یہ ایک فتح کا نعرہ تھا۔ آپ دنیا میں اس لئے تشریف لائے تھے کہ شیطان کی طاقت کو توڑ دیں تاکہ انسانوں کو گناہ کے زور سے بچائیں اور خدا تعالیٰ کے دائمی مقصد کو پورا کریں اور کمال تک پہنچائیں۔ آپ یہ جانتے تھے کہ تمام باتیں مکمل ہو چکی تھیں اور انبیاء کی پیشینگوئیوں کے مطابق آپ کا کام مکمل طور سے ختم ہو چکا تھا۔ (یوحنا ۱۹: ۲۸) آپ آخری جلالی و فتح مندانہ نعرہ "تیتلستائی" (تمام ہوا یعنی مکمل ہوا) لگاتے ہوئے جان بحق ہوئے۔

آپ نے اپنے کلمات کے مطابق صلیب پر اپنی جان دے دی" (یوحنا ۱۰: ۱۷-۱۸ کا مطالعہ کریں) روحانی نقطۂ نگاہ سے آپ کا کام مکمل طور سے ختم ہو چکا تھا لہذا آپ نے اپنا سر مبارک جھکا دیا اور جان دے دی۔ مگر جسمانی لحاظ سے آپ کا دل پھٹ گیا اور فوراً ہی وفات پا گئے، جس کے باعث سپاہی اور رومی گورنر بھی متعجب ہوئے۔ ان واقعات میں مایوسی یا آہستہ آہستہ غش میں آنے کا کوئی اشارہ نہیں ملتا بلکہ ایک قوت سے بھری ہوئی زندگی کے یکایک اور دفعتہً خاتمہ کا اظہار ہے۔

اس طرح ہم پھر دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو الہام کیا کہ وہ اُن تفصیلات کو جنہیں وہ خود نہیں سمجھتے تھے، قلمبند کریں جو کہ مناسب وقت میں مخالفینِ بائبل مقدس کی نکتہ چینی کے جواب دینے میں بہت اہم ثابت ہوئی ہیں مسیحیوں کو جو از روئے عقیدہ نئے عہد نامہ کے سادہ الفاظ پر یقین رکھتے تھے کہ خداوند یسوع مسیح نے صلیب پر وفات پائی، اب انہیں علم طب کی تائید حاصل ہو گئی ہے کہ "خون اور پانی" خداوند یسوع مسیح کی وفات کا پکا ثبوت ہے۔

بہت سال گزرے کہ سائنس نے اس تشریح کو مان لیا۔ لہٰذا ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جو لوگ نظریہ ہم غشی کی تبلیغ کرتے ہیں وہ جان بوجھ کر تنقید برائے تنقید کرتے ہیں۔

صلیب پر خداوند یسوعؔ مسیح کی واقعی وفات پر اپنے عقیدے کی شہادت کا خلاصہ کرتے ہوئے ہمیں یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ نہ صرف آپ کی وفات کی حقیقت کے لیے شہادتوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے بلکہ ساری بائبل مقدس کی شہادت اس ثبوت کے لئے پائی جاتی ہے کہ آپ کی وفات کوئی المناک واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ گناہوں کا کفارّہ ہے۔ سچا مسیحی یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ صلیب پر خداوند یسوعؔ مسیح کی وفات اگرچہ عقلِ انسانی سے باہر ہے لیکن گنہگار نسل انسانی کی نجات کے لیے ایک مکمل راہ کی بنیاد فراہم کرتی ہے اگر ثابت کیا جا سکے کہ خداوند یسوعؔ مسیح کی وفات صلیب پر واقع نہیں ہوئی، تب تو ساری بائبل مقدس کو ایک جعلسازی اور ایک زبردست فریب کاری کا نتیجہ ثابت کیا جا سکتا ہے لیکن بائبل مقدس کا بے مثال تسلسل جس میں عہدِ عتیق کی پیشینگوئیاں شامل ہیں جو خداوند یسوعؔ مسیح سے سینکڑوں سال پہلے کی گئیں۔ نیز ان پیشینگوئیوں کا ٹھیک ٹھیک پایہ تکمیل تک پہنچنا اور رسولوں کے خطوط کی تعلیمات جن سے ہمارے منجی کی زبردست وفات کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ جملہ چیزیں ایک ایسی قابلِ اعتماد شہادت فراہم کرتی ہیں جن کو ایک ایمان نہ لانے والا بھی بہ آسانی ردّ نہیں کر سکتا۔ اگر (جیسا کہ مسیحیوں کا انیس صدیوں سے اعتقاد ہے خداوند یسوعؔ مسیح کی صلیب پر وفات حقیقتاً وہ مکمل قربانی اور کفارہ ہے جسے ایک محبت رکھنے والے خدا نے مہیا کیا ہے) تاکہ نسل انسانی گناہ کے تباہ کن نتائج سے محفوظ رہ سکے، تو یہ کس قدر المناک بات ہے کہ کروڑوں انسان

حیاتِ ابدی حاصل کرنے کی واحد اُمید کو رد کر دیں اور اس اہم ترین سچائی (وفاتِ مسیح) کے حق میں پیش کی جانے والی شہادتوں پر غور نہ کریں۔
مزید معلومات کے لئے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کیجئے۔

1. The Death of Christ, James Denney.
2. Christianity Explamed to Muslims, L. Bevan Jones.

۵۔ کیا خداوند یسوع مسیح کی اس دنیا میں دوبارہ آمد ہو گی؟

بائبل مقدس صاف طور سے بیان کرتی ہے کہ بے شک خداوند یسوع مسیح اس زمین پر دوبارہ تشریف لائیں گے۔ نئے عہد نامہ میں تین سو سے زیادہ حوالہ جات ہیں جو خداوند یسوع مسیح کی آمدِ ثانی کے گواہ ہیں اس لئے یہ بیان بائبل مقدس کا ایک عظیم مضمون ہے جس میں ہر مرد و زن کے لئے ضروری اہمیت پائی جاتی ہے لیکن ہم اس کتابچہ میں ان اہم ترین حوالجات میں سے چند ہی کا ذکر کریں گے۔

ا۔ خود خداوند یسوع مسیح نے اپنے حق میں وعدہ فرمایا کہ آپ دوبارہ تشریف لائیں گے۔ (یوحنا ۱۴: ۳)۔

ب۔ آپ کی آمد حقیقی اور واقعی ہو گی۔ بعض لوگ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ کی آمد ایک قسم سے روحانی طریقہ کی ہو گی لیکن بائبل مقدس کی صاف و صریح تعلیم یہ ہے کہ آپ بذاتِ خود جسمانی طور پر

تشریف لائیں گے۔ رسولوں کے اعمال ۱: ۱۱ میں ہم پڑھتے ہیں "یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ اسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے" آپ آسمان پر کس طرح تشریف لے گئے؟ حقیقی، شخص اور دیدنی طریقہ سے اور اسی طریقہ سے آپ لوٹیں گے۔

ج۔ لوگ آپ کی آمد کے وقت کو نہیں جانتے۔ (متی ۲۴: ۳۶)۔

د۔ تاہم خداوند یسوع مسیح نے بذریعہ نشانات پہلے ہی سے خبر دی "تاکہ ایماندار پہلے ہی سے اس یوم عظیم کے منتظر رہیں۔ وہ چند نشانات یہ ہیں:

۱۔ قوموں میں انسانی اخلاق کی تنزّلی۔

۲۔ خداوند یسوع مسیح کی آمد ثانی سے پہلے تمام دنیا میں خوشخبری سنائی جائے گی تاکہ سب قوموں کو اس کا علم ہو۔ (متی ۲۴: ۱۴)

۳۔ قومی جذبے کی بیداری۔ تواریخ عالم میں قوم پرستی کا اس طرح سے عروج پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ جیسے کہ گذشتہ پچاس سالوں میں محکوم قومیں حصول آزادی کی خواہش میں اُٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ ان میں سے زیادہ نمایاں یہودیوں کا اپنے قومی وطن فلسطین میں واپس آنا ہے۔ یہ مقدس لوقا کی انجیل کے ۲۱: ۵۔ ۳۱ کے بیان کی ایک واضح تکمیل ہے۔

۴۔ جھوٹے مسیح بڑے بڑے دعوے کرتے ہوئے ظاہر ہوں گے۔ اس زمانہ کے آخر ہونے کا ایک صاف ترین اشارہ "جھوٹے مسیح" کے دعوے ہوں گے۔ (لوقا ۲۱: ۸ متی ۲۴: ۵؛ ۲۴: ۲۳۔ ۲۶ کا مطالعہ کیجئے)۔

موجودہ زمانہ میں "مسیح موعود" کا دعویٰ کرتے ہوئے بہت لوگ اُٹھے۔ وہ اس بات کا صاف نشان ہیں کہ وہ دھوکا باز اور جھوٹے مسیح ہیں جن

کے متعلق خداوند یسوعؑ مسیح نے اپنے شاگردوں کو بار بار متنبہ کیا۔ یہ لوگ نہ صرف جھوٹے ہیں بلکہ خداوند یسوعؑ مسیح کے الفاظ کی واضح تکمیل ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ خداوند یسوعؑ مسیح کی آمد ثانی کا وقت قریب آگیا ہے۔ اگر ہمارے قارئین بائبل مقدس میں متی بلعب ۲۴ مرقس باب ۱۳؛ لوقا باب ۲۱ کا بغور مطالعہ کریں تو اس مضمون پر کافی روشنی پڑے گی۔

۸۔ خداوند یسوعؑ مسیح کی آمد اس زمانہ کا آخر ہوگی۔ (متی ۲۴: ۳)

۱۔ ایماندار ابدی جلال میں اوپر اٹھا لئے جائیں گے۔ (۱۔ تھسلنیکیوں باب ۴ اور ۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۵۱۔۵۷)۔ یہ وہ وعدہ ہے جو خداوند یسوعؑ مسیح کے الفاظ کو آپ کے شاگردوں پر یوحنا ۱۴: ۳ میں واضح کرتا ہے۔ "میں پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لے لوں گا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو"

۲۔ ایمان نہ لانے والے بے اعتقادی کی سزا پائیں گے۔ ۲۔ تھسلنیکیوں ۱: ۷۔۱۰ کے ان سنجیدہ کلمات کا بغور مطالعہ کیجئے "خداوند یسوعؑ اپنے قوی فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہوگا اور جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوعؑ کی خوشخبری کو نہیں مانتے ان سے بدلہ لے گا۔"

۹۔ خداوند یسوعؑ مسیح کی آمد ذوالجلال و ذی قدرت ہوگی (لوقا ۲۱: ۲۷)۔

ز۔ آپ کی آمد دیدنی ہوگی جسے سب پہچانیں گے۔ (متی ۲۴: ۳۰؛ مکاشفہ ۱: ۷)۔ ان اشخاص کے لئے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ متذکرہ بالا وعدوں کو پورا کرنا کتنا احمقانہ اور جاہلانہ فعل ہے گذشتہ انیس صدیوں میں دنیا نے کئی متکبر اشخاص کو دیکھا جنہوں نے یا تو مسیح

یا یسوع کا مجسم ہونے کا دعویٰ کیا لیکن سب کے سب ایک بھی نشان کو جو انجیل شریف میں خداوند یسوع مسیح کی آمدِ ثانی سے متعلق ہے پورا کئے بغیر اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ وہ صرف خداوند یسوع مسیح کے کلمات کی سچائی کو ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے کہ بہت سے جھوٹے مسیح اٹھ کھڑے ہوں گے۔

ح۔ خداوند یسوع مسیح کی آمد ثانی لوگوں کے لئے ناگہانی ہوگی۔ خداوند یسوع مسیح نے خود حضرت نوح کے زمانہ کی ناگہانی سزا کو جو دنیا پر نازل ہوئی بطور مثال استعمال کیا کہ اس طرح آپ کی دوسری آمد پہ ایمان نہ لانے والے سزا پائیں گے آخر کار ہم قارئین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ۲۔پطرس ۳ : ۳۔۱۳ کا بغور مطالعہ کریں جہاں ذیل کا خلاصہ دیا گیا ہے۔

۱۔ لوگ خداوند یسوع مسیح کی دوبارہ آمد کے خیال کا مضحکہ اڑائیں گے، (آیت ۴)۔

۲۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ خداتعالیٰ نے طوفان کے ذریعہ بربادی بھیجکر ایمان نہ لانے والوں کو سزا دی، اسی طرح خداوند یسوع مسیح جب دوبارہ تشریف لائیں گے، اس انصاف کے یوم عظیم میں وہ پیش کئے جائیں گے۔ (آیت ۷)

۳۔ خداتعالیٰ صابر ہے لہذا وہ منتظر ہے کہ لوگ توبہ کریں۔ (آیت ۹)

۴۔ یہ زمین جو گناہوں کی وجہ سے لعنتی اور خراب ہوگئی ہے، آگ سے بھسم کر دی جائے گی۔ اس کی جگہ ایک نئی زمین ہوگی جس میں راستباز قیام کریں گے (آیات ۱۰ : ۱۱)۔ اس بات کی تشریح دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ صرف چند سال قبل آگ سے زمین کے برباد ہونے کا مضحکہ اڑاتے تھے لیکن آج

ہم لوگ دہشت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ دہشت ان لوگوں کی پیدا کردہ ہے جو سائنسی ترقی کے کارناموں پر مغرور ہو رہے ہیں۔ جب ایٹمی اسلحہ کے ذریعہ زمین کی بربادی قریب انسانوں کی طاقت میں آگئی ہے تو قادرِ مطلق خدا کی قدرت پر کون شک کر سکتا ہے۔ جس کا تعلق اس یومِ عظیم سے ہے جس وقت خداوند یسوؔع مسیح ان آدمیوں کی عدالت کریں گے جو آپ کی راہِ نجات سے منکر ہیں۔ خداوند یسوؔع مسیح کی آمدِ ثانی کے کچھ پہلوؤں کا یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے۔ کیا ہم قارئین سے یہ سوال کر سکتے ہیں کہ اگر آج خداوند یسوؔع مسیح تشریف لے آئیں تو کیا آپ ان سے ملنے کے لئے تیار ہیں؟

عملی مسائل

۱۔ اگر یہ کتاب سارے عالم کی صحیح رہنمائی کرتی ہے تو دنیا میں اس قدر مختلف فرقے کیوں ہیں؟

جب یہ تمام فرقے اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی تعلیم کتاب مقدس پر مبنی ہے تو پھر اس فرق کا سبب کیا ہے؟

یہ ایک واجبی سوال ہے۔ اس کا مختصر جواب دینے کیلئے بھی ہمیں تواریخ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کیونکہ اسکے جواب کا کچھ حصہ زمانہ ماضی سے وابستہ ہے۔ مسیحی کلیسیا کے ابتدائی ایام میں رسولوں کی تبلیغ و تعلیم پرانے عہدنامہ اور خداوند یسوع مسیح کی زبانی تعلیم پر مبنی تھی۔ یہ بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ

خداوند یسوع مسیح نے کسی کتاب کی تصنیف نہیں کی لیکن آپ نے قطعی طور سے اپنی داستانِ حیات و خدمات و تعلیمات قلمبند کرنے اور مکمل کرنے کی خدمت اپنے رسولوں کے سپرد کی، جنہوں نے اس اہم خدمت میں اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا بلکہ جو کچھ بھی لکھا وہ الہام الٰہی کے ماتحت لکھا رُوح القدس کی ہدایت کے ماتحت رسولوں کی یہ تحریرات باہم مل کر نئے عہدنامہ (انجیل مقدس) کی صورت اختیار کر گئیں۔ حقیقی مسیحی اس وقت سے یہ مانتے ہیں کہ کتاب مقدس میں ہر وہ شے جو عبادت و نجات کے لئے ضروری ہے موجود ہے اور وہ ایمانداری کیساتھ اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے رہے، چونکہ بائبل مقدس کی تعلیمات کی فرمانبرداری نے ان کی زندگیوں میں ایک ایسی نمایاں تبدیلی پیدا کر دی تھی اس لئے وہ اپنے گردوپیش کے مذہبی یا سیاسی ماحول میں حصہ لینے سے گریز کرتے تھے۔ یوں وہ یہودیوں، بت پرستوں یہاں تک کہ رومی سرکار کے ہاتھوں بُری طرح ستائے گئے۔ یہ حالت اس وقت تک جاری رہی جب تک شہنشاہ قسطنطین نے ۳۱۲ء میں مسیحیت کو رومی حکومت کے سرکاری مذہب ہونے کا اعلان نہ کر دیا۔ اس سے ایذا رسانی کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن بدقسمتی سے یہ چیز حقیقی مسیحیت کے لئے ضرب کاری ثابت ہوئی۔ کوئی شہادت ایسی نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ قسطنطین خداوند یسوع مسیح پر واقعی ایمان لایا تھا۔ یہ ایک عیارانہ سیاسی چال تھی جس نے کلیسیا اور ریاست دونوں کی متضاد وفاداریوں کو متحد کر دیا۔ مابعد کی صدیوں میں رومی شہنشاہی طاقت گھٹتی گئی اور آخرکار بالکل فنا ہو گئی۔ لہٰذا اس رومی شہنشاہی کی طاقت رومی کلیسیا کے ہاتھ چلی گئی اور وہ آج کے دن تک یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سیاسی اور مذہبی دونوں طاقتوں کو متحد کرنے کے باعث ہم دنیا کے تمام حصوں کے کروڑہا انسانوں کی رہبری کرنے کا

اختیار رکھتے ہیں۔

شہنشاہ قسطنطین نے ایذا رسیدہ مسیحیوں کو جب اپنی شاہی سرپرستی میں لے لیا۔ تو ایک بڑی تبدیلی رونما ہوئی اس وقت تک مسیحی کلیسیا ایک ایسی جماعت تھی جس میں مرد و زن کی کوئی سیاسی اور مذہبی وقعت نہ تھی اور یہ لوگ خداوند یسوع مسیح کی محبت میں اس بات کے کوشاں تھے کہ جو تعلیمات بائبل مقدس میں پائی جاتی ہیں انہیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں عمل میں لائیں۔

اب مسیحیت دفعتہً سرکاری مذہب بن گئی۔ اس لئے بت پرستوں کے لئے بڑی کشش رکھتی تھی۔ کیونکہ اب ان لوگوں کے لئے مذہب میں سیاسی طاقت یا ترقی حاصل کرنے کا ایک موقع فراہم ہوگیا تھا۔ تواریخ اس عجیب و غریب منظر کو قلمبند کرتی ہے کہ ہزارہا بت پرست سفید لباس پہنے سڑک کے دونوں طرف اس انتظار میں کھڑے رہتے تھے۔ کہ کب ان کے بپتسمہ (اصطباغ) لینے کی باری آئے۔ مسیحی ایمان کو اپنا لینے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ خداوند یسوع مسیح پر روحانی تجربہ کے ذریعہ سچائی کے ساتھ شخصی طور پر ایمان لائیں اور بائبل مقدس کی تعلیمات کی فرمانبرداری کریں۔ اس بڑی تبدیلی کا نشان بپتسمہ (اصطباغ) ہے لیکن ان مسیحی نما بت پرستوں نے دل کی تبدیلی کو قطعی محسوس نہ کیا جس سے وہ بائبل مقدس کو وفاداری کے ساتھ پڑھتے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتے۔

لالچی اور عہدوں کے خواہشمند لوگ قدرتی طور پر سرکاری مذہب کی آڑ میں بڑے بڑے عہدوں پہ پہنچ گئے اور اپنی بت پرستی کے رسم و رواج کو فوراً مسیحیت میں شامل کر دیا۔ یہ بت پرستی، نمائش اور شاندار رسم و رواج اولیاء کی پرستش، عبادت میں مجسموں اور تصویروں کا استعمال اور مذہبی راہنماؤں کے اختیار کے حد سے تجاوز کر جانے میں ظاہر ہوئی۔ اکثر حالات میں جن اولیاء کی پرستش

کی جاتی تھی وہ قدیم غیر مسیحی دیوتا اور دیویاں تھیں جنہیں اب نیا نام دے دیا گیا مثلاً مشہور دیوی "ملکۂ آسمان" کی پرستش اب کنواری مریم کے روپ میں ہونے لگی جو کہ واضح طور سے بائبل مُقدّس کی تعلیم کے بالکُل خلاف ہے۔

بے شک سچے مسیحیوں نے ان فاسد بدعتوں کی زبردست مخالفت کی لیکن وہ ایک برائے نام مسیحی ریاست میں قلیل تعداد میں تھے جن پر سرکاری کلیسیا کے پیشواؤں نے "بے دین" ہونے کا الزام لگایا۔ اس افسوس ناک تغیّر و تبدل کا منطقی نتیجہ یہ ہُوا کہ اس مکروہ اور دہشت ناک جماعت یعنی سیاسی کلیسیا کے طمع پرست اور کلی اختیار کے خواہاں پیشواؤں نے بائبل مُقدّس کا پڑھنا ہی ممنوع قرار دے دیا کیونکہ ان کو اس بات کا علم تھا کہ جب تک لوگ بائبل مُقدّس کی تلاوت سے سچائی کا علم حاصل کرتے رہیں گے اس وقت تک ان کی ان بُری رسوم کی مخالفت کی جائے گی۔ لہذا لوگوں کو یہ سکھایا گیا کہ صرف مذہبی رہنما ہی بائبل مقدّس کی تعلیمات کی تشریح کرنے کے قابل ہیں اور عام انسانوں کے ہاتھ میں یہ علم خطرناک ہے۔ پس بائبل کا پڑھنا ممنوع قرار دے دیا گیا اور صدیوں تک عوام کے لئے بائبل شجرِ ممنوع بنی رہی۔ لہذا کتاب مقدّس کے عام انسانوں کے ہاتھوں سے نکل جانے سے بُرے پیشواؤں کی سیاسی چالاکی پر کوئی قید باقی نہ رہی اس لئے تواریخ یورپ میں یہ زمانہ "ازمنۂ تاریک" کہلاتا ہے۔ جہالت، تباہ کاری، سازشں اور قتل کا مذہبی پیشواؤں اور رومی پاپاؤں نے ایسے پیمانہ پر ارتکاب کیا جس کی نظیر آج تک تواریخ میں نہیں ملتی۔ اور یہ بُرائیاں خداوند یسوع مسیح کے نام میں برسرِعام ہوتیں۔

وہ جہاد جو تواریخ میں بدنام ہیں عربوں اور شرقیوں کے خلاف فلسطین پر قبضہ کرنے کی غرض سے چھیڑے گئے۔ یہ جہاد تواریخ کے اسی "ازمنۂ سیاہ"

سے متعلق ہیں جن سے باحوصلہ اور جنگجو بادشاہوں کو موقع ملا کہ جہاد کی شکل میں خونریزیوں اور لوٹ گھسوٹ سے اپنے ذاتی مقاصد پورے کریں یہ پاپایانِ روم کی اہمیت افزائی اور اجازت سے کئے گئے۔ جہاد سے زیادہ بدنما داغ، تواریخ کے صفحات میں آج تک کہیں نہیں دیکھا گیا۔ اگر بائبل مقدس لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی تو یہ جہاد غیر ممکن ہوتے کیونکہ وہ صاف الفاظ میں یہ تعلیم دیتی ہے کہ ہم اپنے دشمنوں سے بھی محبت رکھیں۔ لاکھوں سچے مسیحی اپنے ایمان کے باعث ستائے اور مارے گئے پھر بھی بوقت مرگ ان کے لبوں پر اپنے دشمنوں کے لئے دعا تھی۔ یہ عمل مجاہدوں اور پیشواؤں کے خیال کے برعکس تھا۔

ان صدہا سال کی روحانی تاریکی میں بھی یورپ کے بہت سے حصوں میں مسیحیوں کے چھوٹے چھوٹے گروہ انجیل مقدس کی بشارت کرتے رہے اور رومی کلیسیا کے فرقوں کے گناہوں اور خرابیوں کے خلاف بطور احتجاج بائبل مقدس کی تعلیم دیتے رہے آخرکار رومی کلیسیا نے اپنی سنگدلی سے ان کو بدعتی سمجھ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کی کوشش کی ۱۵۱۴ء میں رومی کلیسیا کی ایک بڑی مجلس فراہم ہوئی۔ جس میں اُن کے نمائندے نے فاخرانہ انداز میں یہ اعلان کیا کہ اب ہمارا کوئی معترض اور مخالف نہیں ہے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ انہوں نے اس "بدعت" کی قطعی طور سے بیخ کنی کر دی۔

خدا تعالےٰ حاکم مطلق ہے۔ انسان نہ تو اس کے کلام کی تلاوت کو ممنوع قرار دے سکتا ہے اور نہ ہی اس کو مٹا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا کلام ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ رومی کلیسیا کے اس فاخرانہ اعلان کے عین تین سال بعد ایک شخص نے جس کا نام مارٹن لوتھر تھا دلیرانہ طور سے وٹن برگ کے گرجہ گھر کے

دروازہ پہ ایک اقرار نامہ کیلوں سے ٹھونک دیا، جس میں بائبل مقدس کی سچی تعلیم کا خلاصہ تھا۔ اسکی اہمیت کو سمجھنے کے لئے ہمیں دس سال پیچھے لوٹنا پڑے گا جبکہ مارٹن لوتھر نے جو رومی کلیسیا کا ایک پیشوا تھا۔ یونیورسٹی کے کتب خانہ سے لاطینی زبان میں بائبل مقدس کی ایک جلد پائی۔ یہ ایک پرخلوص متلاشیٔ حق تھا جس نے بائبل مقدس کو غور سے پڑھنا اور رومی کلیسیا کی اس زمانہ میں رائج تعلیمات سے مقابلہ کرنا شروع کیا۔ پورے دس سال کے مطالعہ کے بعد اُسے اس بات کا کامل یقین ہوگیا کہ انسان کو نجات پاپایانِ روم کے جھوٹے اختیارات کے دعوؤں سے حاصل نہیں ہوسکتی بلکہ خداوند یسوعؔ مسیح پر ذاتی طور پر ایمان لانے اور کلامِ خدا یعنی بائبل مقدس کی اطاعت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

بے شک رومی کلیسیا نے لوتھر کی سخت مخالفت کی۔ مگر انجیلِ مُقدس کے سادہ سے پیغام نے لوگوں کے دلوں پر گہرا اثر ڈالا اور وہ فریب جس میں وہ لوگ رومی کلیسیا کے پیشواؤں کی جہالت اور مکاری کی وجہ سے صدیوں سے مبتلا تھے ظاہر ہوگیا۔ یورپ میں کچھ اور لوگ بھی بائبل مُقدس کی سچائی کی بشارت کی خاطر رومی کلیسیا کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ہر طرح کی تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ بہت سے لوگوں کو وحشیانہ طور پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ہم طوالت کے خوف سے ان بیانات کا ذکر نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ بیانات بہت سی کتابوں میں درج ہیں جو کسی بھی اچھے کتب خانہ میں مل سکتی ہیں مذکورہ مبشرین و مصلحین میں

مندرجہ ذیل اشخاص وکلِف[1]، کیلون[2] اور ہس[3] مشہور ہیں اور بہادر ٹنڈیل[4] کی دردناک کہانی بھی ہمارے لئے خاص دلچسپی رکھتی ہے۔ اس غریب کو صرف اس قصور پر کہ اس نے عوام کے لئے بائبل مُقدّس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا، زندہ جلا دیا گیا۔ تقریباً اسی وقت فن طباعت کی ایجاد نے بائبل مُقدّس کی نقلیں تیار کرنے میں انقلاب برپا کر دیا۔ اس سے پہلے ہاتھ سے نقل کرنے کے طریقے سے کام آہستہ اور خرچ زیادہ ہوتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ بائبل مُقدّس کا ہدیہ اس قدر زیادہ ہوتا کہ عام آدمی اسے خرید نہیں سکتا تھا۔ جب چھاپہ خانے بائبل مُقدّس کی طباعت جلدی جلدی کرنے اور اسے ارزاں بیچنے لگے تو عام آدمیوں کے لئے اس کا خریدنا آسان ہو گیا۔ اس طرح سے چار سو سال ہوئے بائبل مُقدّس دوبارہ منظر عام پر آئی۔ اس وقت سے لاتعداد انسانوں کا اس کے مُقدّس پیغام کے ذریعہ سے خداتعالےٰ سے میل ملاپ ہو گیا۔

اس باب کے آغاز میں جو سوال دیا گیا ہے اس کے جواب کیلئے موضوع سے ہٹ کر ایک طویل تواریخی بیان دینا ضروری تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسیحیت میں بہت سے تفرقات کی وجہ مختلف فرقوں کے بائبل سے متعلق رویہ میں بیان کی جا سکتی ہے کہ وہ اس کے الٰہی اختیار اور رہنمائی کو کہاں تک تسلیم کرتے ہیں۔ ہم نے اس بات کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے، کہ غلطیاں اور بدعتیں اسی وقت پیدا ہوئیں جب انسان بائبل مُقدّس کی کامل اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ ایک غیر مسیحی کے لئے جو کہ مسیحی ایمان کی تحقیق

---

[1] Wycliffe　　[2] Calvin

[3] Huss　　[4] Tyndale

بنیاد کا متلاشی ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کلیسیا کی تمام تعلیمات کی چھان بین کرے بلکہ اس کو براہِ راست بائبل مقدس کی تلاوت کرنا چاہیئے جوکہ کل مسیحی عقائد کا سرچشمہ ہے۔ مندرجہ ذیل واضح بیان سے یہ تصدیق ہو جاتی ہے، جسے ہر جگہ کے سچے مسیحیوں نے قبول کر لیا ہے۔

"وہ تمام چیزیں جو نجات کے لئے ضروری ہیں بائبل مقدس میں ہیں، لہذا جو اس میں لکھا نہیں ہے اور جو کچھ اس سے ثابت نہیں کیا جا سکتا وہ کسی آدمی کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ اس پر ایمان کے ایک جزو کی صورت میں یقین کرے۔" (دفعہ ۶۔ کلیسیائے انگلستان)۔

اس کتابچہ کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم کسی خاص مسیحی فرد یا کسی خاص کلیسیا یا مسیحیوں کی کسی جماعت کا دفاع کریں، بجز اس کے جو بائبل مقدس سے ثابت ہوتا ہے۔ بائبل مقدس اب دنیا کی ہر بڑی زبان میں پائی جاتی ہے۔ کوئی شخص اس بات کا دعوی نہیں کر سکتا کہ وہ ایک مخلص متلاشی حق ہے تاوقتیکہ وہ بائبل مقدس کے پیغامات کو خود پڑھ کر جانچ نہ لے۔ اب ہم اس مرحلہ پر پہنچ گئے ہیں جہاں ہمیں ایک اور اہم سوال کا جواب دینا ہے۔

۲۔ بائبل کسی کو کس طرح حقیقت سے روشناس کر سکتی ہے جبکہ ہر فرقہ اپنے آپکو بائبل کے عین مطابق سمجھتا ہے؟

اس اعتراض کا جواب دیتے وقت سب سے پہلے ہمیں اس بات کو واضح کر دینا چاہیئے کہ کوئی شخص بائبل مقدس کی تفسیر کی اجارہ داری کا دعوی نہیں کر سکتا

جو مسیحی یہ ایمان رکھتا ہے کہ بائبل مُقدس خدا تعالیٰ کی جانب سے ایک الہامی کتاب ہے، وہی پہلے یہ تسلیم کرے گا کہ حکمتِ الٰہی کے کامل علم کا حاصل کرنا کسی انسان کے لئے ممکن نہیں۔ ذیل کی دو آیات اس بات کو واضح کر دیتی ہیں۔

"غیب کا مالک تو خداوند ہمارا خدا ہی ہے، پر جو باتیں ظاہر کی گئی ہیں، وہ ہمیشہ تک ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے ہیں تاکہ ہم اس شریعت کی سب باتوں پر عمل کریں" (استثنا ۲۹: ۲۹)۔

"خداوند فرماتا ہے کہ میرے خیال تمہارے خیال نہیں اور نہ تمہاری راہیں میری راہیں ہیں۔ کیونکہ جس قدر آسمان زمین سے بلند ہے اسی قدر میری راہیں تمہاری راہوں سے اور میرے خیال تمہارے خیالوں سے بلند ہیں" (یسعیاہ ۵۵: ۸-۹)

جو شخص خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے، وہ اس حقیقت پر حجت نہیں کریگا کہ خدا تعالیٰ انسان سے بلند و بالا ہے۔ لہٰذا جو کتاب خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اس میں بہت سی ایسی باتیں ہوں گی۔ جو انسان کی حقیر عقل سے کہیں بلند ہوں گی۔ جو شخص بائبل مقدس کے حقیقی پیغام کا متلاشی ہے، اُسے لازم ہے کہ وہ تلاوتِ کلام کے کچھ اصولوں کی پابندی کرے۔ بہت سی موٹی موٹی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں تلاوتِ کلام کے اصول درج کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہم چند اہم نکات کا ذکر کریں گے۔

محض ایک مصنف ہی اس بات کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ اپنی تصنیف کو سمجھ سکتا ہے۔ لہٰذا جو شخص بائبل مُقدس کو خدا قادر مطلق کا کلام مانتا ہے اُسے اس بات کا خواہشمند ہونا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ بائبل مُقدس کی تلاوت میں اس کی ہدایت فرمائے۔ بائبل مقدس کی تعصبانہ تلاوت سے الٰہی مُصنف کی توہین ہوتی ہے۔ اور جب پڑھنے والا خدا تعالیٰ کی اس طرح سے تحقیر

کرے گا تو وہ ایسے شخص کی سچائی کی طرف کیسے رہنمائی کر سکتا ہے تلاوت سے پہلے مطالعہ کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ سچے دل سے خداتعالیٰ سے اپنی ہدایت کے لئے دعا مانگے۔

بوقتِ تلاوت جو سچائی خدا ہم پر ظاہر کرے اس کی تابعداری کے لئے ہمیں تیار ہونا چاہیئے۔ بائبل مقدس میں کوئی ایسا وعدہ نہیں ہے جس میں یہ پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو جو اس کی ہدایت نہیں چاہتے، ہدایت کرے گا۔ خداوند یسوع مسیح فرماتے ہیں "اگر کوئی اس کی مرضی پر چلنا چاہے تو وہ اس تعلیم کی بابت جان جائے گا"۔ (یوحنا ۷: ۱۷)۔ جو شخص ان اصولوں کو پورا نہیں کرتا وہ بائبل مقدس کی سادہ سے سادہ تعلیمات کو بھی سمجھ نہیں سکتا۔ کیا انسان اپنے راز، اپنے دوست پر کھولتا ہے یا دشمن پر؟ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا: "جو کچھ میں تم کو حکم دیتا ہوں۔ اگر تم اُسے کرو تو میرے دوست ہو"۔ (یوحنا ۱۵: ۱۴)۔ جو لوگ بائبل مُقدس کی تلاوت 'تضاد' ڈھونڈنے کی غرض سے کرتے ہیں تاکہ اس کی تعلیمات کے خلاف جنگ کریں۔ وہ دشمنوں کے دائرے میں گنے جائیں گے لہذا انہیں اس دعویٰ کا اخلاقی حق نہیں پہنچتا کہ وہ بائبل مُقدس کے معنوں کو سمجھتے ہیں۔ مثلاً کوئی مسلمان یہ تسلیم نہ کرے گا کہ کوئی کافر قرآن مجید کے مسائل کو سمجھ سکتا یا اُسکی تعلیم دے سکتا ہے۔ اسی طرح ہم بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ بائبل مُقدس کا مخالف روحانی حقائق کو سمجھ نہیں سکتا کیونکہ بائبل مُقدس صاف الفاظ میں یہ بیان کرتی ہے "انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں تا ایسا نہ ہو کہ آنکھوں سے معلوم کریں اور کانوں سے سُنیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لائیں اور میں ان کو شفا بخشوں"۔ (متی ۱۳: ۱۵)۔ کیا آپ بائبل مُقدس کے دشمن ہیں یا حق کے مخلص متلاشی؟

بائبل مُقدّس کا کوئی بھی واضح بیان کسی غیر واضح بیان سے رد نہیں کیا جا سکتا۔ بائبل مقدّس کی تعلیم کی بنیاد مفروضات پر نہیں رکھنی چاہیئے۔" جو کچھ اہم ہے وہ واضح ہے جو واضح نہیں وہ اہم نہیں ہے"۔ کسی خاص مضمون کی تعلیم کو سمجھنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ سب کچھ جو بائبل مُقدّس اس مضمون کے متعلق بیان کرتی ہے پڑھیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں کئی سو آیات کو پڑھنا اور ان کا بغور مطالعہ کرنا پڑے۔ بائبل مقدّس خدا تعالیٰ کا الہامی کلام ہے، جو بتدریج ڈیڑھ ہزار سال سے زیادہ عرصہ میں عطا ہوُا۔ لہذا اس کے ابتدائی حصّے بعد کی صریح، سادہ اور واضح تعلیمات کی بنیاد ہیں۔

مثال کے طور پر ایک انجینئر کو جو دس منزلہ عمارت کے لئے نقشے تیار کرے، لازم ہوگا کہ تعمیر ہونے والی عمارت کے بوجھ اور دباؤ کا اندازہ پہلے سے رکھے۔ دس منزلوں میں سے ہر ایک میں کمروں کی ترتیب کے لئے پہلے سے تیار کئے ہوئے نقشے ہونے چاہیئں۔ سامنے، پہلوئی اور پیچھے کی بلندی کا تعیّن بھی ضروری ہے۔ پائپ بچھانے اور بجلی کی روشنی کے سامان کے لئے نقشے ہونے چاہئیں۔ جب یہ تمام نقشے مکمل ہو چکیں گے، تبھی معمار نقشہ کے مطابق عمارت بنا سکے گا۔ اسی طرح جب بائبل مُقدّس کا سارا نقشہ یا خاکہ غور سے پڑھ لیا جائے گا۔ تبھی اس کی تعلیمات کا یہ صحیح طور سے خلاصہ سمجھ میں آسکے گا۔

مثال کے طور پر "گناہ" کے موضوع کو لیجئے۔ اس موضوع پر ہمیں سینکڑوں ایسے حوالہ جات ملیں گے جو گناہ کے متعلق براہِ راست تعلیم دیتے ہیں اور تمثیلی طور پران لوگوں کی زندگی کا نمونہ بھی پیش کرتے ہیں جن کی زندگی میں گناہ کا اثر ہوُا ہے۔ خوش قسمتی سے بائبل مُقدّس کے طالب علموں کے لئے یہ مشکل کام اب آسان

ہو گیا ہے۔ کیونکہ صدہا سال سے مسیحی علماء نے ان کے لئے بائبل مُقدّس کی تعلیمات کے متعلق خاکے مرتب کر دیئے ہیں، لہٰذا کسی شخص کو لاعلمی کا بہانہ جیسے کہ "ازمنہ تاریک" میں ملتا تھا اب نہیں مل سکتا۔ بطور آزمائش ہم اس اصول کو گناہ کے مضمون پر عاید کریں۔ جیسے ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ جو کچھ اہم ہے وہ واضح ہے۔ بائبل مُقدّس کی گناہ کے متعلق صاف تعلیم کیا ہے؟ ذیل کی تین آیات اس سوال کا جواب دیں گی "ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا" (یسعیاہ ۵۳ : ۶)

"کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں" (زبور ۱۴ : ۱-۳)۔

"کیونکہ کچھ فرق نہیں۔ اس لئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں" (رومیوں ۳ : ۲۲-۲۳)۔

اس کے صاف صریح اور سادہ معنی یہ ہیں کہ کل بنی نوع انسان گنہگار ہیں تاہم اور آیات میں الفاظ "مُقدّس لوگ" اور "راستباز لوگ" استعمال ہوئے ہیں۔ کیا مذکورہ دو بیانات باہم متضاد ہیں؟ جب ہم اس مقدمہ کو ایمانداری کے ساتھ جانچتے ہیں تو اس میں کوئی تضاد نہیں پایا جاتا۔ جب ہم اس کا مطالعہ اس کے سیاق و سباق کے ساتھ بغور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ضرور کوئی سبب تھا جس کی وجہ سے کچھ لوگ، مُقدّس اور راستباز قرار دیئے گئے۔ گنہگار لوگ جب بائبل مُقدّس کی بتائی ہوئی راہِ نجات کو قبول کرتے ہیں، تو راستباز قرار دیئے جاتے ہیں۔

بائبل مُقدّس کے وجود کا یہی سبب ہے۔ یہ قدوس اور محب کل خدا تعالیٰ کا الہام ہے۔ یہ ان وسائل کا مکاشفہ ہے جس کے ذریعہ خدا انسانوں کو گناہ سے بچاتا اور اپنی نظر میں راستباز ٹھہراتا ہے۔ اس صورت میں ہم کسی ایسے

آدمی کی زندگی پر غور کریں۔ جسے راستباز یا مُقدّس کہا گیا ہے اور پھر یہ سوال کریں کہ وہ شخص اپنی زندگی میں کس وقت راستباز قرار دیا گیا۔ آیا خدا تعالےٰ پر ایمان لانے اور کلامِ خدا کی دکھائی ہوئی راہ نجات کو قبول کرنے کے بعد یا اس سے پہلے؟

بلا استثنا خدا تعالیٰ نے اس کے ایمان اور وفاداری کی بنا پر اُسے رہائی بخشی اور اُسے راستباز قرار دیا۔ اس طرح مخلص مطالعہ کے بعد ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ گناہ کے متعلق بائبل مُقدّس میں جو تعلیم دی گئی ہے۔ اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

آیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے اُس کو اس کے سیاق و سباق کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے، جس کی تشریح، مائلس[1] کاورڈیل نے بڑی خوبی سے پیش کی ہے۔ جنہوں نے ۱۵۳۵ء میں عبرانی و یونانی زبانوں سے بائبل مُقدّس کا انگریزی زبان میں پہلا ترجمہ کیا۔ کل کتابِ مُقدّس کا عام آدمیوں کی زبان میں ترجمہ ایک نئی چیز تھی جس کی وجہ سے کاورڈیل نے بائبل کی تلاوت کے لئے دانائی کے ساتھ ذیل کے قواعد مرتّب کئے۔

"خدا کے کلام کی تلاوت میں تمہیں بہت سی مدد ملے گی اگر تم محض اسی پر غور نہ کرو کہ کیا لکھا ہے۔ اور کیا کہا گیا ہے بلکہ اس پر بھی غور کرو کہ یہ کس شخص کے متعلق اور کس سے کہا گیا۔ کن الفاظ میں اور کس وقت، کس مقام پر، کس مقصد اور کن حالات کے تحت کہا گیا۔ نیز اس کا بھی خیال رکھنا مفید ہوگا کہ پہلے کیا لکھا ہے اور بعد میں کیا کہا گیا ہے۔"

---

[1] Myles Coverdale

جب ہم ان قواعد کے تحت متن کی جانچ کرتے ہیں تو یہ سوال کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ "کیا یہ بات یہودیوں، مسیحیوں، بُت پرستوں، مومنوں یا غیر مومنوں، انسانوں، فرشتوں یا شیاطین سے کی گئی تھی؟ کیا یہ تمثیلاً کہا گیا تھا یا کسی سوال کا جواب تھا یا تشریح کے طور پر استعمال کیا گیا تھا" ان اصولوں کو نظر انداز کرنے کی بنا پر لوگ بائبل مقدس سے جو کچھ بھی چاہیں ثابت کر سکتے ہیں اور یوں اپنے آپ کو اندھے پن، بے اعتقادی اور آخر میں جہنم کا مستحق بنا سکتے ہیں۔

بائبل مقدس کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اپنی تفسیر خود کرتی ہے۔ اس کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے کسی غیر چیز کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اس میں کسی نئے مکاشفہ یا الہام کے داخلے سے جو بدگمانی ایک مسیحی کو لازماً ہوگی وہ صحیح ہوگی۔ زیادہ تر بدعتیں کسی اور سند کی مدد سے پیش کی جاتی ہیں۔ مثلاً

ا۔ جو سیونتھ ڈے ایڈوینٹسٹ[1] یعنی سنیچری فرقے کے لوگ بائبل مقدس کی تعلیم دیتے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ اپنی نبیہ مسز وائٹ[2] کی تحریرات کو جنہیں وہ الہامی کہتے ہیں ضرور شامل کرتے ہیں۔

ب۔ یہواہ وٹنسس[3] کے پیروکار بھی بائبل مقدس کی تعلیم دیتے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ جج ردرفورڈ[4] کی تحریرات کو ضرور شامل کرتے ہیں۔

---

[1] The Seventh Day Adventists

[2] Mrs. White

[3] The Jehovah's Witnesses (Watch Tower)

[4] Judge Rutherford

ج۔ رومن کاتھولک کلیسیا بائبل مقدس کی تعلیم دیتی ہے مگر ساتھ ہی ساتھ روایات کلیسیا اور اختیارات پوپ کو بھی اس میں شامل کرتی ہے۔
اس بنا پر کہ بائبل مقدس خود اپنی تفسیر کرتی ہے ممکن نہیں کہ کوئی مسیحی قرآن مجید کو بائبل مقدس کے اضافے یا اس کے قائم مقام کے طور پر قبول کرے۔

۳۔ کیا حضرت عیسیٰ صرف یہودیوں کے نبی تھے؟

یہ دونوں سوال انجیل مقدس، آیات مقدس پر مبنی ہیں۔ اس کے متعلق ایک خاص حوالہ متی ۱۰: ۵۔۶ کا ہے "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔" (ایسی اور بھی آیات ہیں)۔ لیکن ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں مسیحیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تمام قوموں میں انجیل مقدس کی خوشخبری کی منادی کی جائے۔ مثلاً متی ۲۸: ۱۹ میں مرقوم ہے "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔" کیا یہ دونوں بیانات ایک دوسرے کے برعکس نہیں؟

بائبل مقدس صاف تعلیم دیتی ہے۔ کہ خداوند یسوع مسیح یہودیوں کے سیاسی قائد کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے بلکہ آپ بنی نوع انسان کے گناہ کیلئے جان دینے اور یوں سارے عالم کے لئے نجات دہندہ بننے کے لئے تشریف لائے تھے لیکن جب تک یہ مقصد پورا نہ ہوا، غیر اقوام کے لئے پیغام نجات ممکن نہ تھا۔ آپ نے اپنی خدمت کے مختصر عرصے میں عوام میں بیماروں کو شفا بخشتے وقت بتکرار فرمایا کہ وہ آپ کی ان خدمات کی شہرت نہ کریں، کیونکہ آپ اس بری شہرت سے جس کے پیچھے دنیوی قائد دیوانے ہوتے ہیں پرہیز کرتے تھے۔ لیکن الٰہی انتظام

کے مطابق صلیب پر آپ کی وفات اور دوبارہ جی اٹھنے کے بعد نجات کا پیغام گمشدہ دنیا یعنی عام دنیا کے لئے عام ہو گیا۔ آپ کا فاتحانہ شان سے دوبارہ مُردوں میں سے جی اٹھنا نہ صرف یہودیوں ہی کے لئے بلکہ کل عالم کے لئے ایک نیا پیغام تھا۔ یہ صرف ایک مسیحی نظریہ نہیں ہے، بلکہ تمام بائبل مقدس کی تعلیم ہے۔

پُرانا عہد نامہ پیشینگوئی کرتا ہے "میں تجھ کو قوموں کے لئے نور بناؤں گا کہ تجھ سے میری نجات زمین کے کناروں تک پہنچے" (یسعیاہ ۴۹ : ۶ ؛ ۴۲ : ۶)۔ ایسی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے مدت دراز پہلے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اُن کی اولاد کل دنیا کے لئے باعث برکت ہوگی۔

نیا عہد نامہ (انجیلِ جلیل) کی آیاتِ ذیل میں خداوند یسوعؑ مسیح کا سادہ حکم پایا جاتا ہے۔ متی ۲۸ : ۱۸-۲۰ ؛ مرقس ۱۶ : ۱۵ ؛ لوقا ۲۴ : ۴۷ ؛ یوحنا ۲۰ : ۲۱ ؛ اعمال ۱ : ۸ کا مقابلہ یوحنا ۳ : ۱۶ کے ساتھ کیجئے۔

ثبوت رسولوں کے اعمال الباب ۸، ۹ میں حصولِ نجات کی تین واضح مثالیں ملتی ہیں جن میں ہر ایک میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ تھا۔

ا۔ ترسس کا ساؤل۔ یہودی۔ (سِم کی نسل سے)

ب۔ حبشی خوجہ۔ افریقی۔ (حام کی نسل سے)

ج۔ کرنیلیس۔ رومی۔ (یافت کی نسل سے)

لہذا خدا تعالیٰ کی عین مرضی سے انجیل مقدس کی پہلی بشارت دنیا کی تین بڑی اقوام کے باشندگان یعنی ایشیا، افریقہ اور یورپ میں ہوئی۔ آخرش اس رویا میں جو یوحنا رسول کو بخشی گئی ذکر ہے کہ آسمان میں نجات یافتہ گنہگاروں کی بڑی تعداد خداوند یسوعؑ مسیح کی تعریف میں ذیل کے الفاظ میں ایک نیا گیت گا رہی تھی۔

"تو نے ذبح ہو کر اپنے ہاتھ سے ہر ایک قبیلہ اور ہر اہلِ زبان اور اُمت اور

قوم میں سے خدا کے واسطے لوگوں کو خرید لیا" (مکاشفہ ۵: ۹)۔ خداوند یسوع مسیح کے کلمۂ مبارک سے زیادہ واضح اور کیا ہو سکتا ہے۔ جب آپ فرماتے ہیں کہ موجودہ زمانہ کا اس وقت تک خاتمہ نہیں ہوگا۔ جب تک کہ انجیل مقدس کی بشارت کل اقوام عالم میں نہ ہو جائے (مرقس ۱۳: ۱۰)۔ یقیناً یہ مختصر تبصرہ یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ جب مسیحی ہر شخص کو انجیل مقدس کا پیغام پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں تو صرف خداوند یسوع مسیح کے قطعی حکم کو بجا لا رہے ہیں۔

ضمیمہ الف

حقائق کی جانچ

اس نظریہ کو کہ بائبل مقدس مابعد کے الہام سے منسوخ ہوگئی زیرِ بحث لانے کے لئے ہمیں منصفانہ اور دانشمندانہ طور سے اس کے متعلق حقائق کو جانچنا چاہیئے۔ نظریہ تنسیخ میں بسا اوقات یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہر ایک پیغمبر کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص زمانہ کے لئے وحی عطا کی جاتی ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ کی کتابیں انبیائے مابعد کے صحائف سے منسوخ ہوگئیں اسی طرح باری باری کل کتابیں و صحیفے نئے عہد نامہ سے منسوخ ہو گئے یعنی انجیلِ مقدس بھی اپنی باری پر قرآن مجید سے منسوخ ہو گئی۔

اگر یہ بیان صحیح ہے تو ایسے اہم مسئلہ کی تائید میں ضرور شہادت ہونی چاہیئے، مگر ہمیں ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی اور نہ ہی بطور برہان قاطع کوئی ثبوت ایسا ملتا کہ خدا تعالیٰ یا خداوند یسوعؑ مسیح یا آپ کے رسولوں کے کسی حکم سے بائبل مقدس کا کوئی حصہ رد یا منسوخ ہوگیا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی

توجہ کو سچے حقائق کی طرف پھیریں اور ان حقائق کو خود ہی اپنے کو ظاہر کرنے دیں۔ یہ عام طور سے ایک جانی ہوئی بات ہے کہ بائبل مقدس بڑے حصوں میں منقسم ہے یعنی توریت شریف، زبور شریف، صحائف الانبیاء اور انجیل شریف۔ یہ حصے ایک دوسرے سے متضاد نہیں بلکہ ایک مکمل الہام کو پیش کرتے ہیں۔ جیسے کہ ایک سنگترہ کی قاشیں مکمل سنگترہ کی تشکیل کرتی ہیں اس امر کو ان معاہدوں یا عہدوں کی شرائط کے مطالعہ سے جو خدا تعالیٰ نے بائبل مقدس کی ہر عظیم تواریخی تقسیم کے آغاز میں انسانوں سے کئے تھے قطعی طور سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ حضرت آدم۔ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم کو خلق کیا اور انہیں ایک پاکیزہ ماحول میں رکھا اور آپ کو معصومیت کی حالت میں خدا تعالیٰ سے پوری پوری رفاقت حاصل تھی۔ اس خوشگوار حالت میں خدا تعالیٰ انسان سے صرف دو ہی چیزوں کا طلبگار تھا۔

ا۔ اسے زمین کو معمور کرنا، اس پر قبضہ کرنا اور کل مخلوقات پر حکمرانی کرنا تھا۔ (یعنی کل زمین پر خدا تعالیٰ کی طرف سے حکومت کرنا) پیدائش ۱: ۲۸۔

ب۔ اسے حکم تھا کہ نباتات اور درختوں کے پھلوں میں سے کھائے (۱: ۲۹)۔
لیکن اس حقیقی معصومیت اور کمال کو گناہ نے برباد کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے زمین پر انسان کی زندگی کی درستی کے لئے نئی شرائط کا اعلان فرمایا۔

ا۔ گناہ کے نتائج رنج و غم اور موت ہوئے۔ (پیدائش ۳: ۱۶-۱۹)
ب۔ انسان خدا تعالیٰ کی مقدس حضوری سے نکالا گیا۔ (پیدائش ۳: ۲۳-۲۴)۔

ج۔ خدا تعالیٰ تک رسائی کے لئے قربانی ایک ضروری شے بن گئی۔ حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا کی نافرمانی کے بعد انہیں اپنی برہنگی کا احساس ہوا اور یہ ان کی باطنی اور روحانی گناہ آلودہ حالت کی علامت تھی۔ ان کی برہنگی کو ڈھانکنے کے لئے خدا تعالیٰ نے جانوروں کے چمڑے استعمال کئے۔ جانوروں کو ذبح کئے بغیر چمڑا حاصل کرنا ناممکن تھا۔ لہٰذا انسان کی ستر پوشی کے لئے ایک جان کی قربانی لازمی تھی۔ یہ واقعہ اس تعلیم کی طرف اشارہ ہے جو پیدائش ۴ باب میں واضح طور پر پائی جاتی ہے، جہاں حضرت ہابلؑ قربانی کے لئے ایک برّہ لے آئے۔ کتابِ مقدس واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی قربانی قبول فرمائی۔ ہم ضمیمہ "ب" میں اس بیان کی پوری تشریح کریں گے۔

د۔ آخرش خدا تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے ایک نجات دہندہ کا وعدہ فرمایا۔ اوّلاً یہ محض ایک اشارہ تھا مابعد اس کا مفصل بیان کیا گیا۔ وہ وعدہ یہ تھا کہ "عورت کی نسل" سانپ یعنی شیطان پر فتح پائے گی۔ (پیدائش ۳:۱۴-۱۵)۔

۲۔ حضرت نوحؑ۔ بنی نوع انسان کے گناہ کی وجہ سے کل مخلوقات طوفان سے برباد ہو گئی لیکن حضرت نوحؑ اور آپ کا خاندان بچ گیا۔ طوفان کے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت نوحؑ سے ایک نیا عہد باندھا جس سے حضرت آدمؑ کے ساتھ عہد ردّ یا منسوخ نہیں ہوا بلکہ اس میں ذیل کی نئی شرائط موجود ہیں:۔

ا۔ خدا تعالیٰ کبھی بھی انسان کو بذریعہ طوفان ہلاک نہیں کریگا (پیدائش ۹:۱۱)۔

ب۔ انسان کو جانوروں کا گوشت کھانے کی اجازت دی گئی جس میں حلال و حرام کی قید نہ تھی۔ (پیدائش ۹:۴)۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ بائبل میں کہیں مذکور نہیں کہ وہ عہد جو بنی اسرائیل سے حضرت موسیٰؑ کی معرفت باندھا گیا تھا ہمیشہ کے لئے تھا یا یہ کہ بنی اسرائیل کے علاوہ اس کا اطلاق دوسروں پر بھی ضروری تھا۔ اس کا سبب کیا تھا؟ آگے چل کر یہ بھی واضح ہو جائے گا۔

۵۔ **حضرت داؤد**۔ حضرت داؤدؑ خدا تعالےٰ کی جانب سے مقرّر کردہ اسرائیل کے بادشاہ تھے آپ نے کل سابق تعلیمات اور وعدے وراثت میں حاصل کئے۔ اپنی ذاتی پارسائی اور دینداری کے باعث آپ ایک نجات دہندہ کے تشریف لانے کے وعدہ کو بہت ہی واضح طور سے سمجھتے تھے جیسے کہ آپ کے اکثر مزامیر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً دوسرے زبور میں خدا کے مسیح کی فتح کا ذکر ہے۔ سولھویں زبور میں مسیح کے جی اٹھنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔

بائیسویں زبور میں مسیح کے دکھوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔

خدا تعالےٰ کی طرف سے حضرت داؤد کے لئے ایک اہم اضافہ ہُوا۔ جس میں آپ کی اولاد کے لئے ایک ابدی تخت کا وعدہ فرمایا گیا۔

(۲۔ سموئیل ۷ : ۱۶)۔ اب ہم ان پانچوں عہدوں سے متعلقہ تعلیم کی خاص شاخوں کا خلاصہ پیش کریں گے۔

ا۔ ہر ایک عہد میں قربانی کی تعلیم دی گئی ہے اور خدا تعالیٰ کے لوگوں نے اس پر عمل کیا ہے۔

ب۔ ہر عہد میں بتکرار ایک تشریف لانے والے نجات دہندہ کا وعدہ کیا گیا جسے پہلے "عورت کی نسل" بعد ازاں حضرت ابراہیمؑ کی نسل" پھر حضرت داؤدؑ کی شاہی نسل" کہا گیا۔ بعد ازاں حضرت یسعیاہ نے اس موعودہ نجات دہندہ کے متعلق نہایت واضح تعلیم دی۔ انبیاء نے پیشینگوئیاں کیں کہ

آپ کہاں اور کب ظاہر ہوں گے اور کہ آپ کی ولادت ایک کنواری سے ہوگی۔ آپ ایک ابدی تخت پر حکومت کرنے کے لئے دُکھ اٹھائیں گے، وفات پائیں گے اور دوبارہ جی اٹھیں گے۔ یہ باتیں ہمیں پرانے عہدنامہ کے اختتام تک پہنچاتی ہیں۔ (جو واضح طور سے الٰہی وعدوں کی ایک کتاب ہے) اور نئے عہدنامہ میں ہمیں ان وعدوں کی تکمیل نظر آتی ہے مختصر طور پر ہم ذیل کے نکات پر غور کریں گے۔

ا۔ "عورت کی نسل" کے وعدہ کی تکمیل میں خداوند یسوعؑ مسیح ایک کنواری سے تولّد ہوئے۔

ب۔ قربانی کے متعلق تعلیم کی تکمیل میں خداوند یسوعؑ مسیح نے بحیثیت کامل کفارہ (قربانی) جان دی۔ (ضمیمہ "ب" ملاحظہ کیجئے)۔

ج۔ حضرت داؤدؑ کے وعدوں کی تکمیل میں خداوند یسوعؑ مسیح مُردوں میں سے جی اٹھے۔ آپ حضرت داؤدؑ کی نسل کی واحد شخصیّت تھے جو ایک ابدی تخت پر حکومت کرنے کا حق رکھتے تھے۔

نئے عہدنامہ کی بغور جانچ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نئے عہدنامہ نے کسی وقت بھی پرانے عہدنامہ کی نہ مخالفت کی ہے اور نہ اس کی تردید یا تنسیخ کی ہے تاہم صاف الفاظ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ پرانا عہدنامہ آخری الہام نہیں ہے کیونکہ اکثر پیشینگوئیاں ایک نئے عہدنامہ کا ذکر کرتی ہیں۔ (یسعیاہ ۶۱ : ۸ ؛ یرمیاہ ۳۱ : ۳۱ اور ۳۲ : ۴۰ ملاحظہ فرمائیے)۔ پرانے عہدنامہ میں ان مقامات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیا عہد جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، ایک دائمی عہد ہوگا۔ یہ عہد سابق ان وعدوں کو مکمل اور ان کی تشریح کرتے ہوئے ان سب کی جگہ لے لیگا۔ یہ نیا عہد نہ منسوخ ہو سکتا

ہے۔ اور نہ موقوف اور نہ ہی متروک، کیونکہ اسے خداوند یسوؔع مسیح ازلی و ابدی شہنشاہ نے بخشا ہے "جو کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے" (عبرانیوں ۱۳ : ۸)۔ اب ہم اس نکتہ پر غور کریں جس کا جواب ہم نے ابھی تک نہیں دیا۔ یہ نکتہ حضرت موسیٰ کو عطا کردہ شریعت سے متعلق ہے۔ ہم نے پہلے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ یہ عہد، پُرانے عہد نامہ میں کسی جگہ بھی ایک دائمی عہد قرار نہیں دیا گیا۔ کیوں؟ نئے عہد نامہ میں واضح طور سے اس کی تشریح ہے کہ شریعت ایک عارضی اور تمہیدی تدبیر تھی تاکہ وہ تشریف لانے والے نجات دہندہ کے لئے قوم اسرائیل کو تیّار کرے۔ شریعت ہذا کے کل قواعد اور قربانیاں منجیٔ موعود کی خدمات اور شخصیّت کی علامات تھے۔ خداوند یسُوؔع مسیح نے واضح طور سے فرمایا کہ "یہ نہ سمجھو کہ میں توریتؔ یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں" (متی ۵ : ۱۷)

اس سلسلۂ شہادت کو مستحکم کرنے کے لئے ہمیں بائبل مُقدّس کی تعلیم پر غور کرنا چاہیئے۔ یسعیاؔہ نبی کے یہوداؔہ اور اسرائیلؔ قوم کے نام خدالتعالےٰ کے پیغام میں ایسے جھوٹے پیشواؤں کے خلاف تنبیہ تھی جن کی یہ تعلیم تھی کہ علم غیب یا رُوحوں کی ہدایت ممکن ہے۔ چنانچہ ان کا فرمان ہے کہ "شریعت اور شہادت پر نظر کرو اگر وہ اس کلام کے مطابق نہ بولیں تو ان کے لئے صبح نہ ہوگی" (یسعیاہ ۸ : ۲۰) حضرت موسیٰ کی کتابیں عموماً "شریعت و شہادت" کہلاتی تھیں۔ حضرت یسعیاؔہ پیغام الٰہی پہنچاتے ہوئے جھُوٹے پیشواؤں کے خلاف یوں فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی کتابوں کے خلاف اگر کوئی شخص تعلیم دیتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ رُوحانیت کے اعتبار سے تاریکی میں ہے۔ صد ہا سال بعد خداوند یسُوؔع مسیح نے یہُودیوں سے جو آپکے دعوٰں

کے متعلق آپ سے جھگڑا کر رہے تھے فرمایا" تم کتاب مقدّس میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اس میں ہمیشہ کی زندگی تمہیں ملتی ہے اور وہ یہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے" (یوحنا ۵: ۳۹)۔ بہ الفاظ دیگر خداوند یسُوع مسیح نے اُن کو اُنہی کے یعنی عہدِ قدیم کے صحائف کی ناقابلِ تبدیل سند کا حوالہ دیا جس سے آپ کے دعوؤں کی تصدیق ہوتی ہے۔ خداوند یسُوع مسیح اپنے جی اٹھنے کے بعد دو شاگردوں پر ظاہر ہوئے جو اماؤس کو جارہے تھے۔ انہیں اپنے خداوند کے وفات پانے کا بہت غم تھا۔ ان سے آپ نے فرمایا"اے نادانو اور نبیوں کی سب باتوں کے ماننے میں سُست اعتقادو! کیا مسیح کو یہ دُکھ اٹھا کر اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور نہ تھا؟" (لوقا ۲۴: ۲۵) آپ نے دونوں معاملوں میں انہیں پُرانے عہد نامہ کا حوالہ دیا۔ کیا یہ بیان اس بات کا اشارہ کرتا ہے کہ یہ کتابیں خُداوند یسُوعؔ مسیح کی آمد پر منسوخ ہوگئیں! بعدازاں پطرس رسول پُرانے عہد نامہ کے متعلق یوں فرماتے ہیں کہ وہ ایک یقینی پیشنگوئی اور مسیحیوں کے ایمان کی بنیاد ہے۔ نئے عہد نامہ میں پُرانے عہدنامہ کے صدہا حوالہ جات ہیں اور ہر حوالہ اس بات کا ثبوت ہے کہ بائبل مقدس واحد مستند کتاب ہے جو خُدا تعالیٰ کی طرف سے مکمل الہام ہے۔

اسی وجہ سے مسیحیوں نے بائبل مُقدّس کو بحیثیت غیر مبدل کلامِ خدا اور اس کی مرضی کا بتدریج مکاشفہ قبول کرلیا۔ اوّل تا آخر اس میں نجات دہندہ اور خدا تعالیٰ کی ازلی و ابدی بادشاہت کے متعلق وعدے اور ان کی تکمیل موُجوُد ہے۔ اس میں یہ سوچنے کی گنجائش نہیں ہے کہ اس کا کوئی حصہ مابعد کے کسی الہام سے متروک و منسوخ ہوگیا ہے۔ یا اس سے اس کی تردید و تنسیخ ہوگئی ہے اس کے برعکس ان لوگوں کو جو کتاب مُقدّس کی سند کے لئے کوئی نیا قاعدہ مقرّر

کرتے ہیں۔ سخت تنبیہ کی گئی ہے اور سزا کا اعلان کیا گیا ہے۔ "جھوٹے مسیح" کا ذکر کرتے ہوئے خداوند یسوع مسیح نے یہ کلمات کہے "خبردار کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے" (متی ۲۴: ۴-۵) ایک اور حوالہ میں فرماتے ہیں "اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے" (متی ۲۴: ۲۳-۲۴؛ ۲۴: ۱۱)۔
ان سخت آگاہیوں کے ساتھ پولس رسول کا بیان یہ ہے "اگر آسمان یا زمین کا کوئی فرشتہ بھی اُس خوشخبری کے سوا جو ہم نے تمہیں سُنائی کوئی اور خوشخبری تمہیں سُنائے تو ملعون ہو" (گلیتوں ۱: ۸)

بائبل مقدس کی اس قدر واضح تعلیم سے کوئی مسیحی مسئلہ تنسیخ کو یا کسی دوسرے الہام کو جس کے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے، کبھی قبول نہیں کر سکتا تاوقتیکہ اسکی تعلیم پوری طرح سے بائبل مقدس کی کل تعلیمات کے ساتھ موافقت نہ رکھے۔ اب تک کوئی ایسی کتاب تحریر نہیں ہوئی۔ جو ان شرائط کو پورا کر سکے۔

اکثر لوگوں کے ذہن میں ایک بہت اہم مسئلہ موجود ہے وہ یہ ہے کہ اگر پرانا عہدنامہ نئے عہدنامے سے منسوخ نہیں ہوا ہے تو مسیحی سبت کو کیوں نہیں مانتے؟

اس کا صحیح و واضح جواب یہ ہے کہ ان دس احکام میں سے نو احکام کسی نہ کسی شکل میں نئے عہدنامہ میں دُہرائے گئے ہیں مگر کسی مقام پر یہ اشارہ بھی نہیں پایا جاتا کہ مسیحیوں کے لئے سبت کا ماننا لازمی ہے یہ صاف ظاہر

ہے کہ خداوند یسوع مسیح اور آپ کے شاگرد چونکہ یہودی تھے لہٰذا چوتھے حکم کے مطابق سبت کو مانتے تھے لیکن یہودی روایات کے مطابق نہیں۔ یہودیوں نے خداوند یسوع مسیح کی مخالفت اس لئے کی کہ آپ سبت کے متعلق یہودی روایات کو نظرانداز کرتے تھے۔ نیز ان کی وفات اور دوبارہ جی اٹھنے کے بعد آپکے شاگرد یہودی عبادت خانوں میں سبت کے دن منادی کرتے تھے۔ وہ محض اس لئے کہ ایسے موقع پر انہیں منادی کے لئے سامعین مل جاتے تھے لیکن یہ بات سبت کے دن کو بطور آرام کا لازمی دن ماننے سے جس کا نہ ماننا ایک اخلاقی برائی متصور ہوتا تھا کسی قدر مختلف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نئے عہد نامہ میں کسی مقدس دن یا عید کے ماننے کا حکم نہیں پایا جاتا۔ (مسیحی عیدوں کا کلیسیائی کیلنڈر محض روائتی ہے اور نئے عہد نامہ کی سند پر مبنی نہیں)۔ گو مقدس دنوں کے ماننے کے لئے کوئی حکم نہیں ہے تاہم یہ مکمل طور سے واضح ہے کہ ابتدائی دور کے مسیحی خداتعالیٰ کی عبادت کے لئے عموماً ہفتہ کے پہلے دن یعنی اتوار کو جمع ہوتے تھے۔ کچھ قوی اسباب ضرور تھے جن کی بنا پر رسم پرست یہودی جو مسیحیت اختیار کرنے کے بعد رسول کہلائے۔ دفعتہً سبت کے دن کو چھوڑ کر ہفتہ کے پہلے دن کو عبادت کا دن ماننے لگے۔ سچے مسیحیوں کے لیے کچھ مستحکم اسباب ہیں جن کی بنا پر وہ ہفتہ کے پہلے دن عبادت کرتے ہیں مثلاً:۔

۱۔ خداوند یسوع مسیح ہفتہ کے پہلے دن مُردوں میں سے جی اُٹھے۔ (مرقس ۱۶: ۱-۲)۔ سبت کے دن آپ کے شاگرد مایوسی و ناامیدی کی حالت میں آنسو بہا رہے تھے لیکن ہفتہ کے پہلے دن ایک نئے زمانہ کی صبح طلوع ہوئی جس میں آپ نے مُردوں میں سے جی اُٹھنے سے موت، گناہ اور شیطان

پر فتح پائی۔ اس طرح ہفتہ کا پہلا دن ایک زبردست فتح کا دن ہو جاتا ہے۔

۲۔ ہفتہ کے پہلے دن ہی رُوح القُدس نازل ہُوا۔ (اعمال ۲ : ۱)۔ یوم پنتکست خداوند یسُوع مسیح کے مُردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد آٹھویں ہفتہ کا پہلا دن تھا۔ رُوح القُدس کی بخشش خدا تعالیٰ کی جانب سے ایک براہِ راست عمل تھا۔ خدا تعالیٰ نے رُوح القُدس کی بخشش کے لئے ہفتہ کا پہلا دن چنا اور ثابت کیا کہ نیا عہد یا نیا زمانہ خداوند یسُوع مسیح کے جی اٹھنے کی فتح پر مبنی تھا۔

۳۔ رسولوں کے نمونے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق تھا یہ ان کا باقاعدہ دستور تھا کہ ہفتہ کے پہلے دن وہ عبادت، تعلیم اور منادی کے لئے ایک جگہ جمع ہوتے تھے (اعمال ۲۰ : ۷ ؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۶ : ۲)۔

۴۔ خداوند یسُوع مسیح کی زبانی تعلیم اور آپکے رسُولوں کی تحریری تعلیم سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ پُرانے عہد نامہ کی شریعت ابتدائی اور ظاہری تھی (حالانکہ روحانی نقطۂ نظر سے اس کی وقعت بہت ہے)۔ یعنی وہ شریعت خداوند یسُوع مسیح کے وسیلے سے دی جانے والی باطنی اور روحانی تعلیم کی علامت تھی۔ سبت کا دن کسی گزرے ہُوئے واقعہ کے آرام کے دن کی یادگار مانا گیا تھا۔ یہ مرقوم ہے کہ خدا تعالیٰ نے تخلیق کے چھ دن بعد ساتویں دن آرام فرمایا (سبت کے معنی ہیں ساتواں)۔ کیوں؟ کچھ منکرینِ ایمان کا کہنا ہے کہ خدا تعالیٰ چھ دنوں کی مشغولیت.... سے تھک گیا تھا لہٰذا ساتویں دن اُسے آرام ضروری تھا! ایسا ہرگز نہیں ہے۔ خدا قادرِ مطلق ہے لہٰذا اُس کے لئے تھکان بے معنی شے ہے۔ (یسعیاہ ۴۰ : ۲۸) چونکہ تخلیق کا کام تکمیل پا چکا تھا لہٰذا خدا تعالیٰ نے آرام فرمایا۔ اس لئے

سبت ایک تکمیل شدہ کام کی علامت ہُوا۔ دوسری طرف نیا عہد نامہ خدا تعالیٰ کے ایک دوسرے بڑے کام کا ذکر کرتا ہے۔ وہ مخلصی کا یعنی نئی تخلیق کا مکمل کام ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ پہلی تخلیق کا کام چھٹے دن اختتام پا چکا تھا اور ساتواں دن آرام کی علامت بنا۔ مخلصی کا کام خداوند یسوع مسیح کے ہفتہ کے پہلے دن جی اُٹھنے پر مکمل ہُوا۔ پُرانے عہد نامہ کے زمانہ میں یہودی عبادت گاہوں میں کاہنوں کے بیٹھنے کا کوئی انتظام نہیں تھا کیونکہ ان کی خدمت کبھی ختم نہیں ہوتی تھی۔ جب تک گناہ کی معافی نہ ہو جاتی روحانی آرام غیر ممکن تھا۔ لیکن ہم پڑھتے ہیں کہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد خداوند یسوع مسیح آسمان پر لوٹ گئے اور خدا باپ کی دہنی طرف جا بیٹھے۔ جس کی وجہ سے یہ لکھا ہے کہ "ہم جو ایمان لائے آرام میں داخل ہوتے ہیں۔"

۵۔ پُرانے عہد نامہ میں سبت کے ماننے کے بارے میں نہ صرف ایک خاص حکم ہے بلکہ انبیاء ان لوگوں کو جو اس کی حکم عدولی کرتے تھے سخت تنبیہ کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ (یسعیاہ ۱: ۱۳؛ یرمیاہ ۱۷: ۲۲؛ عاموس ۸: ۵)۔ لیکن اس کے برعکس نئے عہد نامہ میں محض ایک آیت ہے جو اس مضمون کا ذکر کرتی ہے۔ وہ یہ ہے "پس کھانے پینے یا عید یا نئے چاند یا سبت کی بابت کوئی تم پر الزام نہ لگائے کیونکہ یہ آنے والی چیزوں کا سایہ ہے مگر اصل چیزیں مسیح کی ہیں" (کلسیوں ۲: ۱۶-۱۷)۔

آخر میں ہمیں یہ بتا دینا چاہیئے کہ ہم شریعت کے ماتحت نہیں بلکہ فضل کے ماتحت ہیں مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہمیں جو چاہیں کرنے کی پوری آزادی ہے۔ سچا مسیحی خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کا طالب ہوتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ اُسے

سخت، احکام کا ڈر ہے بلکہ اس لئے کہ اُسے خداوند یسُوع مسیح سے محبت ہے۔ انسانی تجربات کی دنیا میں قانونِ محبت اعلیٰ ترین قانون ہے۔ دس سالہ عمر کے بچے کے لئے لازمی ہے کہ وہ باپ کے احکام کی تعمیل کرے۔ لیکن ایک بالغ شخص اس پابندی سے آزاد ہے۔ تاہم جہاں سچی محبت ہوتی ہے بالغ لڑکے کو بھی باپ کی محبت و عزت کی خاطر اُس کے احکام کی فرمانبرداری میں مسرت و خوشی حاصل ہوتی ہے۔ لہذا شریعت ابتدائی اور عارضی بانی گئی ہے۔ جبکہ فرمانبرداری جو محبت کی وجہ سے ہوتی ہے مکمل اور دائمی ہے۔

ضمیمہ ب

پُرانے عہدنامہ میں قربانیوں کا مفہوم کیا ہے؟

پُرانے عہدنامہ میں قربانیوں کی واضح تعلیم دی گئی تھی۔ مسیحی اَب قربانیاں کیوں نہیں کرتے؟

یہ ایک معقول سوال ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے حضرت آدم و حضرت حوا کو باغِ عدن میں سکونت بخشی تو اس وقت تک خدا تعالےٰ سے اُن کی براہِ راست رفاقت تھی۔ جب تک گناہ نے اُن کی کامل رفاقت کو برباد نہ کر دیا۔ خدا تعالیٰ جو قدوس ہے گنہگار انسان سے کوئی رفاقت نہیں رکھ سکتا تھا جیسے ذیل کی آیات سے ظاہر ہے "راستبازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یا روشنی

اور تاریکی میں کیا شراکت" (۲۔ کرنتھیوں ۶ : ۱۴)۔ گناہ انسان کو خدا تعالیٰ کی رفاقت سے جُدا کرتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ خدا تعالیٰ کا حضرت آدم سے فرمان کہ "جس روز تو نے اُس میں سے کھایا تو مرا" بھی پورا ہُوا۔ دُوسرے مقام پر خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے: "جو جان گناہ کرتی ہے وُہی مرے گی" (حزقی ایل ۱۸ : ۴)۔ اِس آیت کے علاوہ اور بہت سی آیات سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کا نتیجہ موت ہے۔ یہاں ہمارے لئے اِس نکتے کو واضح کرنا ضروری ہے۔ بائبل مقدّس میں موت کے معنے جُدائی کے ہیں۔ اِس سے مراد زندگی کا فنا ہونا نہیں ہے۔ رُوحانی اعتبار سے خُدا تعالیٰ سے جدائی کا نام موت ہے۔ اِس طرح خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق جب حضرت آدم و حضرت حوّا نے گناہ کیا تو وہ روحانی اعتبار سے مر گئے، گو وہ جسمانی اعتبار سے زندہ تھے۔ گناہ کی وجہ سے اُن پر موت کا فتویٰ لگایا گیا اور وہ خدائے قدّوس سے جدا ہو گئے (رومیوں ۶ : ۲۳؛ افسیوں ۲ : ۱-۸؛ رومیوں ۵ : ۱۲-۲۱؛ ۱۔ تیمتھیس ۵ : ۶ ملاحظہ کیجئے)۔ تاہم خدا تعالیٰ اپنی مخلوق سے محبّت رکھتا تھا۔ کیونکہ ساری کائنات میں کوئی اور ہستی نہیں تھی جو اس سے محبت رکھ سکے اور اُس کی عبادت اور اطاعت کر سکے۔

چونکہ خدا تعالیٰ کو انسان سے محبّت تھی لہذا اُس نے انسان پر اپنے تک رسائی کا ایک راستہ ظاہر کیا جس کے ذریعہ گنہگار انسان اُسکی رفاقت کو جسے اُس نے گناہ کی وجہ سے کھو دیا تھا دوبارہ حاصل کر سکے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے قربانیوں کی بنا ڈالی مگر اکثر لوگ ان کے معانی و مقاصد کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ قربانیوں کے معنوں کے متعلق ہمیں یہ پہلا اشارہ

قائنؔ اور ہابلؔ (جو حضرت آدمؔ و حضرت حوّا کے پہلے دو فرزند تھے) کی کہانی میں ملتا ہے۔ بحیثیت بالغ انسان کے یہ دونوں خداتعالےٰ کی عبادت کے لیئے آئے۔ قائنؔ نے خداتعالےٰ کے حضور زمین کے پھلوں کا ہدیہ پیش کیا اور ہابل نے ایک برّہ کی قربانی پیش کی۔ یہ دونوں سچّے خدا پر ایمان رکھتے تھے دونوں بغرضِ عبادت اس کے حضور آئے تھے۔ تاہم ہم یہ پڑھتے ہیں کہ خداتعالےٰ نے حضرت قائنؔ (حضرت قابیل) کے ہدیہ کو قبول نہیں فرمایا۔ اس کے برعکس خداتعالےٰ نے حضرت ہابلؔ کی قربانی قبول فرمائی۔

ایسا کیوں ہُوا! یہ دونوں حضرت آدمؔ کے فرزند تھے اور دونوں گنہگار تھے۔ لیکن ان میں سے ایک ہی مقبول ہُوا اور اُسی کے گناہوں کی معافی ہُوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ گناہ کی سزا موت ہے یا بہ الفاظِ دیگر خداتعالیٰ سے جدائی۔ خداتعالیٰ کے وعدہ پر ایمان رکھتے ہوئے حضرت ہابلؔ نے ایک برّہ کی قربانی اپنی گناہ آلود زندگی کے عوض میں پیش کی۔ جب کوئی شخص قربانی پیش کرتا ہے تو وہ قربان ہونے والے جانور کے سر پر اپنا دہنا ہاتھ رکھکر خداتعالےٰ کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا تھا۔ تب اس برّہ کو ذبح کیا جاتا تھا۔ جو اس بات کی علامت تھی کہ گناہ کی وجہ سے موت آئی۔ ایک گنہگار انسان کے لیئے ایک بے گناہ جانور کی موت لازمی تھی۔ برّہ کا جو خون بہا وہ اس بات کا ثبوت تھا کہ ایک گنہگار کے معاوضہ میں ایک دوسری جان قربان ہُوئی۔ جب سچّے دل کے ساتھ قربانی پیش کی جاتی تھی تو خداتعالیٰ گنہگار کی توبہ کو قبول کرتا تھا۔ اس کے گناہ ڈھانکے جاتے تھے۔ اور خداتعالےٰ کے ساتھ اس کی رفاقت ازسرِنو قائم ہو جاتی تھی۔ اس طرح سے خداتعالےٰ کے بندے جیسے حضرت نوحؔ

حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ نے اُس کے احکام کی تعمیل کی اور اس بات پر ایمان رکھتے ہوئے کہ اسی طریقہ سے گناہ ڈھانکے جا سکتے ہیں مسلسل قربانیاں پیش کیں۔ صدہا سال ایک ہی قسم کی قربانیاں پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نامکمل قربانیاں تھیں۔ وہ قربانیاں اس وجہ سے نامکمل تھیں کیونکہ وہ خداتعالیٰ کی تدبیر کے مطابق ایسی ایک کامل قربانی کے نمونے اور عکس تھیں جس نے ان کے لئے جو اس پر ایمان لاتے ہیں گناہ کی سزا کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا ہے۔ یہ قربانی خداوند یسوعؑ مسیح کی موت تھی جو ذیل کی آیات سے ظاہر ہے۔

"کیونکہ ابن آدمؑ (خداوند یسوعؑ مسیح) بھی اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔" (مرقس ۱۰:۴۵)۔

"اچھا چرواہا میں ہوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔" (یوحنا ۱۰:۱۱)۔

"باپ مجھ سے اس لئے محبت رکھتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اُسے پھر لے لوں۔ کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اُسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور اُسے پھر لینے کا بھی اختیار ہے۔ یہ حکم میرے باپ سے مجھے ملا۔" (یوحنا ۱۰:۱۷-۱۸)

"اسی مرضی کے سبب سے ہم یسوعؑ مسیح کے جسم کے ایک ہی بار قربان ہونے کے وسیلہ سے پاک کئے گئے ہیں اور ہر ایک کاہن تو کھڑا ہو کر ہر روز عبادت کرتا ہے اور ایک ہی طرح کی قربانیاں بار بار گزرانتا ہے جو ہرگز گناہوں کو دور نہیں کر سکتیں۔ لیکن یہ شخص ہمیشہ کے لئے گناہوں کے واسطے ایک ہی

قربانی گزران کر خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا" (عبرانیوں ۱۰: ۱۰-۱۲)۔

اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچّا اور عادل ہے۔" (۱۔ یوحنّا ۱: ۹)۔

مندرجہ بالا آیات اور اسی طرح کی دوسری بہت سی آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند یسوعؔ مسیح نے اپنے آپ کو گناہوں کی خاطر بحیثیت ایک مکمّل قربانی کے پیش کیا لہٰذا کل غیر مکمل قربانیاں غیر ضروری اور متروک قرار دے دی گئیں۔ لیکن ایک آدمی دوسروں کے لئے کیسے قربان ہو سکتا ہے! خداوند یسوعؔ مسیح زمین پر وہ واحد انسان تھے جنھوں نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ کبھی گناہ کا تصوّر بھی آپ کے ذہن میں نہیں آیا، نہ آپ کے لبوں پر گناہ کے کلمات آئے اور نہ ہی آپ سے کوئی فعلِ گناہ سرزد ہُوا۔ ان وجوہات کی بنا پر آپ ہی وہ واحد انسان تھے جن پر گناہ کی وجہ سے موت کا فتویٰ عائد نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ فوت ہُوئے اور خدا تعالےٰ سے جُدا ہونے کے لئے مجبور نہیں تھے۔ کیونکہ آپ نے بہشت میں داخل ہونے کا اپنا حق نہیں کھویا تھا۔ بے شک اس میں سب سے بڑا راز یہ ہے کہ آپ محض انسان ہی نہیں تھے جیسے کہ ہم نے دیکھا ہے بائبل مقدّس ہمیں واضح طور پر یہ تعلیم دیتی ہے کہ آپ فی الحقیقت خدا تھے۔ آپ اس زمین پر تشریف لائے اور انسانی شکل اختیار کی تاکہ آپ گنہگار انسان کے لئے جان دیں۔ اور اس طرح انسان کو گناہ کی سزا سے نجات بخشیں اور یہ سزا وہ موت ہے جسے خدا تعالےٰ سے دائمی علیحدگی کہتے ہیں۔

خداوند یسوعؔ مسیح قربانی دینے کے لئے مجبور نہیں کئے گئے۔ آپ نے گنہگار انسانوں کی محبت میں اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر ایک مکمل قربانی

کی شکل میں پیش کیا تاکہ آپ انسانوں کو ان کے گناہوں سے پاک کریں اور انہیں جو آپ پر ایمان لائیں ابدی زندگی بخشیں۔ آپ کی قربانی کی اہمیت کا ثبوت یہ ہے کہ آپ مُردوں میں سے جی اٹھے اور واپس آسمان پر تشریف لے گئے، جہاں آپ بحیثیت زندہ نجات دہندہ کے جلال کے ساتھ بادشاہت فرما رہے ہیں اور آپ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ ان سب کو جو ایمان کے ساتھ آپ کے حضور آتے ہیں نجات بخشیں۔

ضمیمہ ۔ ج

خُداوند یسُوع مسیح کا نسب نامہ

مخالفین بائبل نے آپ کے ان دو نسب ناموں پر جو متی باب ۱ اور لوقا باب ۳ میں پائے جاتے ہیں اور بظاہر متضاد دکھائی دیتے ہیں، بڑے حملے کئے ہیں۔ گو صدیوں سے سچے حقائق کی تشریح مسلسل کی گئی ہے مگر متعصب اور اندھے انسانوں نے ان دو انجیل نویسوں یعنی متی اور لوقا کے خلاف تضاد کا یہ طفلانہ الزام ابھی تک جاری رکھا ہے لہذا یہ ضروری ہے کہ ہم ان حقائق کے متعلق ایک مختصر بیان پیش کریں تاکہ ہم اس بے بنیاد الزام کو ختم کر سکیں۔ ہم اس بات کا ذکر کر چکے ہیں کہ انجیل کے بیانات کے چار لکھنے والوں کو خدا تعالیٰ کی جانب سے الہام ہُوا کہ وہ ٹھیک شکل میں حقائق کو چار مختلف مدارج کے لوگوں کے لئے پیش کریں۔ ہمیں اس حقیقت کو اپنے ذہن میں رکھنا چاہیئے۔

۱۔ متی رسول نے اپنی انجیل خاص کر یہودیوں کے لئے تحریر فرمائی جنہیں اپنی نسلی برتری کا شدید احساس تھا۔ یہ لوگ کسی کا یہ دعویٰ کہ وہ مسیح ہے سننے کے لئے قطعی تیار نہیں تھے، جب تک وہ ثابت نہ کر سکے کہ وہ یہودی نسل سے ہے۔

۲۔ مرقس نے اپنی انجیل خصوصاً رومیوں کے لئے تحریر فرمائی جو فوجی اور انتظامی معاملات سے دلچسپی رکھتے تھے۔ یہودی جو کہ ملک فلسطین کی ایک مفتوح قوم تھے ان کے نسب ناموں سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی لہذا مرقس نے نسب ناموں کا بالکل کوئی ذکر نہ کیا۔

۳۔ لوقا نے اپنی انجیل خصوصاً یونانیوں کے لئے جو فلسفہ دان تھے تحریر فرمائی۔ اس میں آپ نے خداوند یسوع مسیح کا خاندانی شجرہ حضرت آدم تک پہنچایا۔ کیونکہ یونانی یہودیوں سے متنفر تھے لہذا حضرت لوقا نے خداوند یسوع مسیح کو ایک سچے ابن آدم اور نجات دہندہ عالم کی شکل میں پیش کیا۔

۴۔ حضرت یوحنا نے اپنی انجیل محض مسیحیوں کے لئے تحریر فرمائی جس میں اُنہوں نے خداوند یسوع مسیح کی گہری روحانی خدمات کا بیان کیا۔ مندرجہ ذیل وجوہات سے خداوند یسوع مسیح کے نسب نامہ کا قطعی ذکر نہیں کیا۔

ا۔ حضرت متی اور حضرت لوقا پہلے ہی نسب نامے تحریر فرما چکے تھے۔

ب۔ یہاں اس بات کا بیان معقول نہ ہوتا کیونکہ خداوند یسوع مسیح کو بطور "خدا کا کلام" کے پیش کرتا ہے جو نسب ناموں سے بلند و بالا ہے۔

متی رسول اور مقدس لوقا کی تحریر کردہ نسب ناموں میں ظاہر جو اختلاف پایا جاتا ہے، ہم اُن اختلافات کی جانچ کریں تاکہ ہم صحیح حقائق کو معلوم کر سکیں۔ حضرت

متی رسول نے خداوند یسوع مسیح کے نسب نامہ کا حضرت ابراہیم سے آغاز کیا جو قوم یہود کے مبداو باپ کے نام سے ہر زمانہ میں تسلیم کئے گئے۔ نسب نامہ میں زینہ بہ زینہ باپ سے بیٹے تک آنے کے لئے متی رسول نے انتالیس ۳۹ مرتبہ یوں ذکر کیا کہ "ابراہیم سے اضحاق پیدا ہوا۔ اضحاق سے یعقوب پیدا ہوا" وغیرہ وغیرہ اور آخر میں ہم یہ پڑھتے ہیں "یعقوب سے یوسف پیدا ہوا جو اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا"۔ یہ واضح کرنے کے لئے کہ حضرت یوسف سے خداوند یسوع مسیح پیدا نہیں ہوئے بلکہ حضرت یوسف محض حضرت مریم کے شوہر تھے جن سے خداوند یسوع مسیح پیدا ہوئے، متی رسول نے اپنی عبارت بدل لی۔ بغیر کسی قسم کے شک وشبہ کے متی رسول اس نکتہ کو اور بھی زیادہ واضح کرنے کے لئے اس کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح کی پیدائش یسعیاہ ۷: ۱۴ میں لکھی ہوئی پیشنگوئی کی تکمیل تھی، جس میں یہ بیان پایا جاتا ہے کہ مسیح ایک کنواری سے پیدا ہوں گے۔ لہٰذا متی رسول تین جدا جدا سلسلۂ شہادت پیش کرتے ہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح حضرت یوسف کے فرزند نہیں تھے۔ (ا) حضرت یوسف کا نسب نامہ۔ (ب) حضرت یوسف کے افعال جیسے کہ متی ۱: ۱۸-۲۳، ۲۵ سے ظاہر ہیں۔ (ج) خداتعالیٰ کے فرشتے کے الفاظ متی ۱: ۲۰۔ یہ اصل حقائق کا خلاصہ ہے جن کا ہم آگے چل کر پھر ذکر کریں گے۔

مقدس لوقا نہ صرف قابلِ اعتبار مورخ ہی تھے بلکہ آپ ایک طبیب بھی تھے جنہوں نے ایک مختلف سلسلۂ شہادت اختیار کیا۔ آپ نے بذریعہ الہام اپنی انجیل کے پہلے دو ابواب میں خداوند یسوع مسیح کی ولادت کے واقعات کا بیان کیا۔ بعد ازاں تیسرے باب میں آپ خداوند یسوع مسیح کے انسانی خاندان کے نام حضرت آدم تک دیتے ہیں۔ اب ہمیں اس ہوشیار

مورّخ کے الفاظ کے استعمال پر توجہ کرنا چاہیئے۔ آپ نے حضرت متی رسُول کی طرح وُہی لفظ "پیدا ہُوا" استعمال نہیں کیا بلکہ واضح طور پر یوں بیان کرتے ہیں "یسوع ..... جیسا کہ سمجھا جاتا تھا یوسف کا بیٹا تھا" جو مقدس لوقا کے بیان کے مطابق حضرت عیلی کا بیٹا تھا۔ پہلا فرضی اختلاف ہے، کیونکہ کوئی شخص دو باپ کی نسل سے نہیں ہوسکتا۔ متی رسُول کا بیان ہے کہ "یعقوب سے یوسف پیدا ہُوا" لہذا بظاہر حضرت یعقوب حضرت یوسف کے باپ ہوئے۔ اس کے برعکس مقدس لوقا بیان کرتے ہیں کہ "یوسف حضرت عیلی کا" بیٹا تھا۔ اس کا واضح جواب یہ ہے کہ حضرت یوسف، حضرت عیلی کے داماد تھے جو فی الحقیقت حضرت مریم کے والد تھے۔ یہ بیان یہودی رسم ورواج کے عین مطابق ہے۔ (مثلاً ۱۔سموئیل ۲۴ : ۱۶ ملاحظہ کیجئے جس میں ساؤل بادشاہ حضرت داؤد کو اپنا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ صرف داماد تھے) یہ اصول آج تک عام طور پر جاری ہے۔ بائبل مقدس کے سب علماء اس بات پر متفق ہیں کہ مقدس لوقا نے اپنی انجیل میں حضرت مریم کے نسب نامہ کا ذکر کیا ہے۔ گو یہودی رواج کے مُطابق نسب نامہ میں شوہر کے نام کا اظہار ضروری ہے۔ اس کے علاوہ مقدس لوقا نے متی رسُول سے دو قدم آگے بڑھ کر خداوند یسوع مسیح کے کنواری مریم سے تولد ہونے کے واقعات مکمل تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ لہذا ہمیں اس بات کا علم ہُوا کہ متی رسُول اور مقدس لوقا دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت یوسف خداوند یسوع مسیح کے حقیقی والد نہ تھے بلکہ دونوں حضرت یوسف اور حضرت مریم حضرت داؤد کی نسل سے تھے۔ اُن دونوں خاندانوں کے مشترک مورث اعلیٰ حضرت داؤد ہیں۔ اب ہم ان حقائق کو اپنے پیش نظر مسئلہ سے مربوط کریں۔ عام خیال کے

برعکس متی رسول نے حضرت یوسف کے نسب نامہ کا ذکر اس غرض سے کیا کہ ثابت کریں حضرت یوسف حضرت مسیح کے والد نہیں ہو سکتے۔ حضرت یوسف حضرت سلیمان کی نسل سے ہونے کے باعث حضرت داؤد کے فرزند تھے۔ یہ سلسلہ تاوقتیکہ یکونیاہ کا نام نہ آئے جاری رہتا ہے۔ (متی ۱:۱۱)۔ غیر معتقد معترض کے لئے نسب نامہ کی اکتا دینے والی فہرست میں یکونیاہ کا نام محض ایک اور نام ہے لیکن سچے متلاشی کے لئے یہ نام نہایت اہم ہے یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یکونیاہ کون تھے؟ یہ ایک بادشاہ تھے جنہوں نے بڑی حد تک قوم کو بت پرستی کی طرف مائل کیا جس کی وجہ سے ان پر ایک زبردست لعنت آئی۔ حضرت یرمیاہ نے ذیل کے الفاظ میں اس لعنت کا اعلان کیا۔

"اے زمین، زمین، زمین! خداوند کا کلام سن۔ خداوند یوں فرماتا ہے کہ اس آدمی کو بے اولاد لکھو جو اپنے دنوں میں اقبالمندی کا منہ نہ دیکھے گا۔ کیونکہ اس کی اولاد میں سے کبھی کوئی ایسا اقبالمند نہ ہوگا کہ داؤد کے تخت پر بیٹھے اور یہوداہ پر سلطنت کرے۔" (یرمیاہ ۲۲:۲۹-۳۰)۔ یہ پیشینگوئی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ یکونیاہ کی اولاد سے کوئی شخص مسیح ہونیکا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اگر یہودی سمجھتے تھے (مقدس لوقا کے بیان کے مطابق) کہ خداوند یسوع مسیح حضرت یوسف کے نطفی فرزند تھے تو اُن کو یہ معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ حضرت لوقا کا یہ دعویٰ حضرت یوسف کے آبا واجداد کی لعنت کے باعث جائز قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے متی رسول کے لئے یہ لازم ہوا کہ اس بات کو بلاشک و شبہ ثابت کرے کہ یسوع ابن مریم کے دعوے میں کہ آپ مسیح موعود ہیں کوئی رکاوٹ نہیں۔ حضرت جبرائیل نے حضرت مریم سے یوں کہا "وہ بزرگ

ہوگا اور خدا تعالےٰ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور خداوند خدا اُس کے باپ داؤدؑ کا تخت اُسے دے گا۔ اور وہ یعقوبؑ کے گھرانہ پر ابد تک بادشاہی کرے گا اور اس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا" (لوقا ۱: ۳۲۔۳۳)۔

مقدس لوقاؔ بیان کرتے ہیں کہ خداوند یسوعؑ مسیح بذریعہ اپنی والدہ حضرت مریمؑ، حضرت داؤدؑ کے خاندان میں ایک مختلف سلسلہ سے تشریف لائے۔ حضرت مریمؑ حضرت داؤدؑ کی اولاد سے بذریعہ حضرت سلیمانؑ نہیں تھیں۔ بلکہ حضرت ناتنؑ تھیں۔ لہٰذا کسی بھی صورت سے خداوند یسوعؑ مسیح پر یکونیاہ کی لعنت عائد نہیں ہوتی اس لئے خداوند یسوعؑ مسیح کے مسیحِ موعود ہونے میں کوئی جائز رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ یہودی قانون کے اعتبار سے عورت کے ذریعے سے میراث پانے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی بشرطیکہ وہ اسی قبیلہ کے کسی شخص سے بیاہی ہو (گنتی ۳۶ : ۵ تا ۹ ملاحظہ فرمائیے)۔

مندرجہ بالا شرط کے لئے وجہ صاف ظاہر ہے۔ خدا تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ کو ہدایت فرمائی کہ اس قانون کو اسرائیل کی شریعت میں شامل کرے تاکہ وہ اس بات کی یقینی دلیل ہو کہ وراثت اور حقوقِ وراثت ایک ہی قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں منتقل نہیں ہوتے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر خداوند یسوعؑ مسیح اپنا جائز دعویٰ حضرت داؤدؑ کے خاندان سے خدا تعالےٰ کی طرف سے کئے ہوئے وعدوں پر پیش کرنا چاہیئے تھے۔ تو ان کی والدہ ماجدہ کو نہ صرف جائز وارث ثابت کرنا چاہیئے بلکہ یہ بھی ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ اسی قبیلہ کے ایک مرد سے بیاہی ہوئی تھیں۔ یہ بات کیسے درست بیٹھتی ہے اب وہ اختلافات اور تناقضات کہاں ہیں جن کا مخالفین ذکر کرتے ہیں؟ حضرت یوسفؑ شاہی خاندان سے تھے اور اگرچہ کلام اللہ کے ذریعے انہیں اپنی اولاد کے لئے کوئی دعوے

پیش کرنے کا حق نہیں دیا گیا تھا تاہم اُنہیں حضرت مریمؑ کے شوہر ہونے کی اہلیت عطا ہوئی تھی اور حضرت مریمؑ وہ تنہا شخصیت تھیں جنہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ اُن کے فرزند یسوعؑ مسیح کنواری سے پیدا ہوئے تھے لہٰذا بجائے تناقض پانے کے ہم پر اِس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ مخلصانہ مُطالبہ ہمیشہ راز کو کھول دیتا ہے اور کتبِ مقدّسہ کی تعجب خیز وحدتِ تسلسل کو ثابت کرتا ہے۔